

چل مسد

حضرات بریلویہ ہدایت اللہ

مُصَنَّف

مولانا الحاج محمد کریم بخش صاحب مرحوم ایم کے

سابقہ پروفیسر عربی گورنمنٹ کالج لاہور

مکتبہ صفدریہ
نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گھنہ ٹکھہ گوجرانوالہ

﴿جملہ حقوق بحق مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ محفوظ ہیں﴾

طبع پنجم جولائی ۲۰۰۳ء

۳

نام کتاب	چہل مسئلہ حضرات بریلویہ
مصنف	مولانا الحاج محمد کریم بخش صاحب مرحوم ایم۔ اے
تعداد	بارہ سو
مطبع	محکم مدنی پرنٹرز لاہور
ناشر	مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
قیمت	چودہ روپے (۱۵/-)

﴿ملنے کے پتے﴾

- ☆ مکتبہ صفدریہ نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
- ☆ مکتبہ امدادیہ ملتان
- ☆ مکتبہ حلیمیہ جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی
- ☆ مکتبہ حقانیہ ملتان
- ☆ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور
- ☆ مکتبہ مجیدیہ ملتان
- ☆ مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
- ☆ مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور
- ☆ کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی
- ☆ اسلامی کتب خانہ ڈاگای ایبٹ آباد
- ☆ مکتبہ العارفیہ فیصل آباد
- ☆ مکتبہ فریدیہ ای سیون اسلام آباد
- ☆ مکتبہ رشیدیہ حسن مارکیٹ نور روڈ میٹکورہ
- ☆ دارالکتاب عزیز مارکیٹ اردو بازار لاہور
- ☆ مکتبہ نعمانیہ کبیر مارکیٹ لکی مروت
- ☆ مدینہ کتب گھر اردو بازار گوجرانوالہ
- ☆ مکتبہ قاسمیہ جمشید روڈ نزد جامع مسجد بنوری ٹاؤن کراچی
- ☆ مکتبہ فاروقیہ حنفیہ عقب فائر بریگیڈ اردو بازار گوجرانوالہ
- ☆ کتاب گھر شاہ جی مارکیٹ لکھنؤ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تمہید

بندہ عبدالعزیز (ابولکس) دعا جو دہلوی عرض کرتا ہے کہ یہ مختصر ساری عالم بنام چہل مسئلہ حضرات بریلویہ (حمد احمد اللہ تعالیٰ ہے جن کو ایک حق عالم لاہور نے جناب مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی المودعۃ المتوفی ۱۳۴۷ھ) جن کو حضرات بریلویہ اپنے زعم میں حضور پر نور، اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت عظیم البرکت، مجدد دین و ملت، حاجی بدعت، حامی سنت، مجدد و مات حاضر، قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے القاب سے موسوم کرتے ہیں) کی تصانیف سے منتخب کیا ہے۔ کیونکہ یہ بریلوی صاحبان اہل حق بزرگوں کو وہابی کا لقب دے کر دن رات انہیں برا بھلا کہتے رہتے ہیں اور ان کو (معاذ اللہ) خدا اور رسول کا دشمن جانتے ہیں

لے کسی مصلحت سے وہ عالم صاحب اپنا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتے۔ اور ویسے اس کی کوئی

خاص ضرورت بھی نہیں، کیونکہ غرض اظہار حق ہے۔ ۱۲

اس لئے ضروری ہے کہ ان بریلوی صاحبان کے امام مذکور کی اپنی تحریرات سے ان کے عقائد، اعمال، خیالات، وغیرہ کا اظہار کیا جائے۔ سر دست یہ چند مسائل طشت از بام کئے جاتے ہیں۔ جن لوگوں کو کسی حوالہ کتاب کے متعلق کوئی شبہ واقع ہو وہ اصل کتاب دیکھ کر تسلی کر سکتے ہیں۔

بندہ نے یہ معلومات محض افادۂ اہل اسلام کے لئے جمع کرائے ہیں۔ اگر کسی حوالہ کتاب کے متعلق کوئی صاحب خط و کتابت کرنا چاہیں تو میرے پتہ پر بخوشی کر سکتے ہیں۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مختصر رسالہ کو ہر طالبِ صادق کے لئے مفید و بابرکت کرے۔ اِنْ اُرِيدُ الْاِثْمَ مُصْلَحَ مَا اسْتَطَعْتُ (پہ۔ آیت ۱۲)

والسلام

صغیر المظفر ۱۳۵۸ھ

راقم: عبد العزیز (ابو یونس) دُعا جو

صدر مارکیٹ دہلی



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَّمَ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى

اَمَّا بَعْدُ ! آج کے تقریباً اٹھائیس سال پہلے عالم محقق حضرت مولانا الحاج

محمد کریم بخش صاحب مظفر گڑھی (المتوفی ۱۳۶۵ھ) فاضل دیوبند اور ایم اے پروفیسر

عربی، گورنمنٹ کالج لاہور نے قائمہ جماعت بریلویہ مولوی احمد رضا خان صاحب کی

متعدد کتابوں سے ٹھوس حوالے یک جا کر کے "چند مسئلہ حضرات بریلویہ کے نام سے

ایک کتابچہ مرتب کیا تھا۔ چونکہ انگریزی دور تھا اور موصوف گورنمنٹ کالج لاہور

میں پروفیسر تھے، اس لئے کسی مصلحت کی بنا پر اپنا نام ظاہر کرنا مناسب نہ سمجھا۔

ویسے بھی حضرت مولانا مرحوم بڑے تخلیق پسند اور صوفی مزاج تھے، نام و شہرت کو

زیادہ اہمیت نہیں دیتے تھے اس لئے یہ کتابچہ اُس وقت حضرت مولانا الحاج شاہ

عبدالعزیز صاحب دُعا جو دہلوی (المتوفی ۱۱ ذوالحجہ ۱۳۸۸ھ، ۲۸ فروری ۱۹۶۹ء

درٹنڈ و آدم خان سندھ) خلیفہ اجل پر کامل سند العلماء حضرت مولانا شاہ محمد یسین

صاحب گینوی (المتوفی ۱۳۶۱ھ) جو قطیف وقت عالم ربانی حضرت مولانا رشید احمد

صاحب گنگوہی (المتوفی ۱۲۲۳ھ) کے خلیفہ تھے، کے اہتمام اور سعی سے محمدی پریس
 لاہور سے طبع ہوا تھا۔ پھر یہ کچھ ایسا نایاب ہوا کہ اس کا دستیاب ہونا مشکل
 تھا۔ بڑی محنت اور وقت سے ذاتی کتابوں میں تلاش کے بعد ایک نسخہ ہاتھ آیا،
 جس کو طباعت کے بعد بدیع القارئین کرام کیا جا رہا ہے، چونکہ حضرت مولانا
 محمد کرم بخش صاحب بڑے محقق، نکتہ رس، دیانت دار اور خدا خوف بزرگ
 تھے، اسی لئے ہم نے انہی کے حوالوں پر اکتفا کی ہے اور اصل کتابوں کی طرف
 مراجعت کرنے کی نہ تو ضرورت سمجھی ہے اور نہ ہی وقت مل سکا ہے۔ کتابچے جوں کا
 توں ہم نے نقل کر کرکٹیں کرا دیاتے۔ ہاں ضمیمہ بڑھا دیا گیا ہے ممکن ہے کسی صاحب
 کی ہدایت کا ذریعہ بن جائے وَمَا ذَلِكْ عَلَى اَمَلِهِ بِعَزِيزٍ۔

احقر : ابوالزابد محمد مسر فراز

خطیب جامع گنگوہی مدرسہ نضرۃ العلوم گوجرانوالہ

۱۱ جنوری ۱۹۶۷ء

۲۹ رمضان ۱۳۸۶ھ

چہل مسئلہ حضرات بریلویہ

هَذَا هُوَ اللَّهُ تَعَالَى

۱۔ متعلقہ توحید باری تعالیٰ

① اور اگر کہے کہ اللہ پھر رسول خالق السموات والارض ہیں
اللہ پھر رسول اپنی ذاتی قدرت سے رازق جہاں ہیں تو شرک نہ ہوگا۔
(الاعمن والعلیٰ ص ۱۵۱ طبع نوری کتب خانہ لاہور ۲۱۹)

فائدہ : دیکھو کس قسم کی فضول توحید ہے کہ صفات خالقیت و رازقیت
میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ شریک کر دیا۔

۱۔ مولف "دیوبندی حقائق" نے یہ لکھا ہے کہ یہ جملہ استنبہامیہ ہے اور مولف "چہل مسئلہ"
کی سخت نادانی، جہالت اور بددیانتی ہے کہ وہ اس جملہ کو خبریرینا کر مولوی احمد رضا خان
صاحب کو کہتا ہے اور پھر اپنی عادتِ مآثر سے مجبور ہو کر مولف "دیوبندی حقائق" دل
کی بھڑاس یوں نکالتا ہے "دیوبندی و ملاوی کی جہالت، نادانی (بقیہ پر صفحہ آئندہ)"

اس سے تو کفارِ کلمہ بھی اچھے ہوتے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ صفتِ خلق میں کسی کو شریک نہ سمجھتے تھے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) خیانت و بددیانتی اور اقرار و کذب بیانی اھ ص ۱۲۔

الجواب : مسائل غصے اور نفاسی سے حل نہیں ہو سکتے، محسوس حوالوں اور دلائل سے حل ہوتے ہیں۔ "الامین والعلیٰ" کی عبارت کے سیاق و سباق سے یہ بات تو واضح اور ظاہر ہو جاتی ہے کہ واقعی یہ جملہ استفہامیہ ہے اور مولف چہل مسئلہ کی یہ چوک ہے کہ وہ اس جملہ کو خبریہ سمجھے ہیں لیکن اس میں سببِ یوں بند ہی اور دو کلامی ملاؤں پر برسنے اور دانت پینے کی کیا وجہ؟ لیکن یاس ہر خان صاحب بریلوی پر ایک اعتراض بدستور باقی ہے۔ وہ یوں کہ ان کی عبارت کے مفہوم اور اسلوبِ کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر یوں کہا جائے کہ اللہ پھر رسول اپنی عطائی قدرت سے رازقِ جہاں ہیں تو شرک نہ ہوگا۔ کیونکہ انہوں نے ذاتی قدرت کی قید لگائی ہے۔

اس سے ایک خرابی تو یہ لازم آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے معاذ اللہ عطائی قدرت ثابت ہو اور قطع نظر اس شق کے، ان کی عبارت کے اسلوبِ کلام سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطائی قدرت سے رازقِ جہاں کہا جائے تو شرک نہیں ہوگا حالانکہ دیگر صفاتِ خداوندی کی طرح رازق ہونے کی صفت بھی صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ نہ تو یہ یا کوئی اور صفت اُس نے کسی کو عطا کی ہے اور نہ کوئی اور رازقِ جہاں ہے۔ ذاتی اور عطائی کی قید اور پیوند سے اس کی صفات کی تقسیم نہیں کی جاسکتی، اور یہ تو شرکینِ کلمہ کا بھی عقیدہ نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی اور رازقِ جہاں ہے۔ باقی عالم اسباب کے تحت ماں باپ کا اولاد کے لئے، آقا کا غلاموں کیلئے (بقیہ صفحہ آئندہ)

(قَالَ اللَّهُ تَعَالَى) وَلَقَدْ مَسَّ لَتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ لِيَقُولُنَّ اللَّهُ. (پاک آیت ۱۲)

اور اگر آپ ان سے پوچھیں گے کہ آسمانی زمین کو کس نے پیدا کیا ہے، تو ضرور یہی جواب دیں گے، اللہ نے۔

نیز سورہ یونس (پاک ۹) میں موجود ہے قُلْ مَنْ يَزِدُّكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ، تو کفار و مشرکین بھی رازق ہونے میں کسی کو شریک نہ کرتے تھے، اور یہ نام کا مجدد صرف دوسروں کا خالق و رازق ہونا ہی نہیں مانتا بلکہ ان کو اس بات کی ذاتی قدرت بھی دیتا ہے۔

اور ایسے امور کو غیبی (خلق و رزق) میں "اللہ و رسول" یا "اللہ پھر رسول" میں فرق کرنا جہالت کی دلیل ہے۔ کیا داد و عاطفہ سے تو دوسرے کا خالق و رازق ہونا ثابت نہیں ہوگا اور ثَمَّ (پھر) کے لانے سے ثابت ہو جائے گا۔ یعنی پہلے مالک حقیقی عز و اسمہ نے اشیا کو پیدا کیا، اور پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کچھ کچھ کی کو دوسروں کے ذریعہ سے پورا کرایا۔

② بے شک میرے رب نے میری اُمت کے بارے میں مجھ سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) حکومت کا اپنی رعایا کے لئے رزق مہیا کرنا محل نزاع سے خارج ہے۔ کیونکہ یہ سب کچھ عالم اسباب کے تحت ہوتا ہے ذکر مافوق الاسباب، اور ایسے ہی موقع کے لئے وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ط جمع کا صیغہ مجازی طور پر اختیار کیا گیا ہے، لیکن ان میں کوئی بھی رازق جہاں نہیں ہے، گو عطائی طور پر ہی کیوں نہ ہو۔

مشورہ طلب فرمایا۔ (کتاب بالاملا ۸۵)

قائدہ : اس نام کے مجھ نے یہاں اللہ تعالیٰ کی توحید کو مثالی مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان باندھا ہے کہ حضور نے معاذ اللہ یہ حدیث میں فرمایا ہے، اور دو اماموں (امام احمد، امام ابن حبان) کی طرف اس حدیث کی تخریج کو منسوب کر کے ابن حذیفہ صحابی کو اس کا راوی بتلایا ہے۔ حالانکہ اس نام کا کوئی صحابی نہیں۔ ہاں ممکن ہے کہ طباعت کی غلطی ہو اور عن حذیفہ ہو اب مسند احمد ج ۵ ص ۳۸۲-۳۸۳ میں اس صحابی کی بے شمار روایتیں موجود ہیں مگر ایسی جھوٹی روایت کا نام و نشان نہ ارد۔ اور بھلا فطرتِ سلیمہ اور صریح توحید پاری کے خلاف ایسی روایت کہاں ہو سکتی ہے۔ واضح ہو کہ اس جھوٹی روایت میں حق تعالیٰ کا تین بار مشورہ کرنا لکھ دیا ہے، اور اہل عقل خوب جانتے ہیں کہ کسی کا دوسرے سے مشورہ لینا احتیاج و عاجزی پر دلالت کرتا ہے، اور یہ امر باری تعالیٰ

سے مولف دیوبندی خالق نے اس پر بھی گرفت کی ہے اور لکھا ہے کہ، حالانکہ یہ حدیث پاک نہ صرف مسند امام احمد ج ۵ بلکہ کنز العمال ج ۶ اور خصائص الکبریٰ جلد دوم وغیرہما متفقہ و کتب معتبرہ میں پوری آب و تاب کے ساتھ مذکور ہے (ص ۱۵۱)۔ پھر آگے جوش میں آکر لکھتے ہیں کہ، اگر اسی کا نام تحقیق ہے تو جہالت و حماقت کس چیز کا نام ہے، تعجب ہے کہ ایسے جہلدار، علماء بن کہ بلیغ خدا کو دھوکہ دیتے اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ جیسی پیکرِ علم و فضل شخصیت پر کھینچ اچھالتے ہیں اھ (ص ۱۵۱ و ۱۵۲)۔ (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

۱
کی شان میں کسی طرح متصور ہی نہیں ہو سکتا۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو دوسروں سے مشورہ لینے کا ارشاد احکم الحاکمین ہے۔ قَالَ عَفْوَ اَسْمُهُ، وَشَاوَرَهُمْ فِي الْاَمْرِ (پ ۲-۸) یعنی آپ ان سے مشورہ لیتے رہا کیجئے۔

۳) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نظیر محال بالذات ہے،
تحت قدس نبی نہیں ہو سکتا (ملفوظات ص ۵۹ جلد سوم)۔
فائدہ : دیکھو کہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق کی قدر توں کو کیسا محدود کیا ہے کہ ایک تو

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) الجواب : مؤلف مذکور کو غصہ متوک دینا چاہیے، اور بلا وجہ جوش کو خیر باد کہنا چاہیے۔ ان پر لازم ہے کہ وہ از روئے مہربانی مسند امام احمد ج ۵ اور کنز العمال ج ۶ اور خصائص الکبریٰ جلد دوم وغیرہما متعدد کتب معتبرہ سے اس روایت کے باحوالہ صفحات الفاظ نقل کریں، پھر اس کی سند بتلائیں۔ پھر روایات کی کتب اسماء الرجال سے احوالہ توثیق نقل کریں اور ساتھ ہی سند کا اتصال ثابت کریں اور کم از کم دو معتبر مستند محدثین کے اقوال سے باحوالہ اس روایت کی تصریح نقل کریں۔ جب تک یہ نہ ہوگا حدیث کا ثبوت نہیں ہو سکتا اور جن کتابوں کا انہوں نے نام لیا ہے اہل علم جانتے ہیں کہ ان کتابوں میں اگرچہ صحیح حدیثیں بھی موجود ہیں لیکن ان کے ساتھ ساتھ ان میں موضوع اور جعلی حدیثوں کی بھی بھرمار ہے اور عقائد و اصول میں تو خبر واحد صحیح کا پیش کرنا بھی محض ہرزہ بانی ہے، پھر بے سند اور بے ثبوت روایات کے پیش کرنے کا کیا معنی؟

محال بالذات مانا، اور اس کی تشریح و توضیح کے لئے دو اور جگہ لکھ دیئے۔ حالانکہ
 بچہ کچھ بھی جانتا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اور پھر امکانِ نظیر
 کے تسلیم کرنے میں کون سے عدل و انصاف کا خلاف لازم آتا ہے۔ ہاں یہ دلائل
 قطعیہ سے ثابت ہے کہ وقوعِ نظیر نہیں ہوگا۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ کرنے اور کر سکنے
 میں بڑا فرق ہے۔ واضح ہو کہ قرآن مجید میں تو اس مضمون کی کئی آیات موجود ہیں
 منجملہ ان کے ایک یہ ہے۔

وَلَيْتَن شِئْنَا لَنذَهِبَنَّ بِالْذِّیْ
 اَوْحٰیْنَا اِلَیْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ
 بِہٖ عَلٰیْنَا وَكِیْلًا اِلَّا رَحْمَةً
 مِنْ رَّبِّكَ اِنَّ فَضْلَہٗ كَانَ
 عَلَیْكَ کَثِیْرًا ○ (پ ۱۵، ۱۰)

اور اگر ہم چاہیں تو جتھرا آپ پر وحی بھیجتے
 سب سب کر لیں، پھر اس کے واپس لائے
 کیلئے آپ کو ہمارے مقابلے میں کوئی حمایت نہ ملے
 مگر (یہ) آپ کے رب کی رحمت ہے (کہ ایسا نہیں
 کیا) بیشک آپ پر اس کا بڑا فضل ہے۔

پس اس سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی سے جس
 پر نبوت کا دار و مدار ہے) محروم کرنے پر قادر ہے، مگر وقوعاً ایسا نہیں ہوا۔

③ مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ سورۃ فاتحہ و
 سورۃ اخلاص میں خدا ہی کی تعریف ہے یا رسول اللہ کی بھی بیّنات و توجہ و
 الجواب: سورۃ فاتحہ میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح

مرج ہے۔

آگے چل کر لکھا ہے :

"شیخ محقق نے اخبار الاخبار میں بعض اولیاء کی ایک تفسیر بتائی جس میں انہوں نے ہر آیت کو نعت کر دیا ہے۔ اس میں سورۃ اخلاص بھی داخل ہے" (احکام شریعت ص ۹۲ حصہ دوم)۔

فائدہ : دیکھا کیسا سوال تھا اور کیسا جواب۔ جاہل سے جاہل بھی جانتا ہے کہ سورۃ فاتحہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی "صریح مدح" کہیں بھی نہیں، ہاں صراطِ مستقیم کی تفسیر میں اتباعِ نبوی بھی داخل ہے۔ مگر اس کو صریح مدح نہیں کہا جاتا جیسے کہ نام کے مجدد نے کہا ہے، جو صریحت و اشارہ میں بھی تیز نہیں کر سکتا۔ باقی رہا کسی ولی کا سارے قرآن پاک کو نعتِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ڈھانا اور توحیدِ باری تعالیٰ و دیگر احکامِ اسلام کو بالکل اڑا دینا ہمارے لئے حجت نہیں ہو سکتا۔ ممکن ہے کہ وہ بزرگ مغلوبِ الحال اور صاحبِ سُکروا استغراق ہوں گے مگر ان کا یہ فعل کسی دوسرے کے لئے قابلِ تقلید نہیں ہو سکتا بلکہ اس کی پیروی حرام ہے اور اس فعلِ حرام کی تائید کرنے والا بڑا مجرم ہے۔

⑤ (الف) عرض :- حضور، اولیاء ایک وقت میں چند جگہ حاضر

ہونے کی قوت رکھتے ہیں ؟

ارشاد : اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہر میں دس ہزار

جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں۔ (ملفوظات ص ۱۱۱ حصہ اول)

فائدہ : حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدائی اختیارات دینے کے بعد اب یہ نام کا مجدد دیگر لوگوں کو بھی علم و قدرت میں حق تعالیٰ کا شریک مانتا ہے۔ چنانچہ اس جواب سے صاف ظاہر ہے کہ ایک ایک ولی ہزاروں جگہ حاضر ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ چاہیں گے جملہ سے بتا دیا کہ کرامت ان کا اختیاری و ذاتی فعل ہے۔

واضح ہو کہ دس ہزار جگہوں سے یا تو یہ مراد ہو سکتی ہے کہ یا تو ایک ایک شہر میں ایک ایک جگہ موجود ہوتے ہیں، اور یا ایک ایک شہر میں دس ہزار جگہ ایک ہی وقت میں حاضر ہو جاتے ہیں۔

لطیفہ : سوال میں تو مطلق حاضر ہونے کا ذکر تھا لیکن جواب میں دعوت قبول کرنے کا ذکر ہے۔ دیکھا کہ کس طرح کھانے پینے کا فکر ہے۔ اور حیات و بعد ممات میں ضیافتیں اڑانے کا خیال دامن گیر ہے۔

تنبیہ : اسی مقام پر (ملاحظہ) اس نام کے مجدد نے صفتِ علم غیب اور ہر وقت حاضر و ناظر ہونے کا مصداق ایک کافر کو بھی ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ ایک بزرگ کے حوالے لکھا ہے کہ کرشن کنہیا کافر تھا اور ایک وقت میں کئی سو جگہ موجود ہو گیا۔ پھر یہاں سے استدلال کیا کہ پھر ولی کیوں اتنی جگہ موجود نہیں ہو سکتا۔ دیکھا کہ کافروں کو بھی عالم الغیب حاضر و ناظر مان لیا گیا۔ بھلا جب اس صفت میں کافر و مومن شریک ہو سکتے ہیں تو پھر اس پر فخر کرنا اور اس کو کمال سمجھنا چہ معنی دار۔

واضح ہو کہ کرشن (کرشن) کافر کے حاضر و ناظر ہونے اور بیک وقت کئی جگہ

موجود ہونے کا ذکر اس مجدد کی دوسری کتاب احکام شریعت ص ۱۸۱ حصہ دوم میں بھی موجود ہے۔

(ب) اب آگے اولیاء کے حاضر و ناظر ہونے کی آخری حد دیکھئے کہ معاملہ کہاں کہاں تک پہنچ گیا۔

ملفوظات ص ۲۹۹ حصہ دوم میں مذکور ہے: ”انہی سیدی احمد سہل سی کے دو بیویاں تھیں سیدی عبد العزیز دباغ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رات تم نے ایک بیوی کے جاگتے ہوئے دوسری سے ہم بستی کی، یہ نہیں چاہیے۔ عرض کیا حضور وہ اس وقت سوئی تھی۔ فرمایا۔ سوئی نہ تھی، سوئے میں جان ڈال لی تھی۔ عرض کیا۔ حضور کو کس طرح علم ہوا؟ فرمایا۔ جہاں وہ سو رہی تھی، کوئی اور پلنگ بھی تھا۔ عرض کیا ہاں ایک پلنگ خالی تھا۔ فرمایا۔ اُس پر میں تھا۔ تو کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں ہر آن ساتھ ہے۔“

فائدہ: یہ روایت لکھتے ہوئے شرم آتی ہے مگر کیا کیا جائے سخت مجبور ہی ہے۔ دیکھا کہ ان بریلویوں کے علم غیب کی انتہا کیا ہے۔ مرید کی ہم بستی کے وقت ان کے پیر و مرشد حاضر ہوتے ہیں اور سب واقعہ دیکھتے رہتے ہیں۔ فرشتوں کو اس قدر شرم ہو کہ وہ اس خاص وقت استراحت میں انسان سے جدا ہو جائیں، جیسے کہ حدیث شریف میں آیا ہے (مشکوٰۃ کتاب النکاح بحوالہ ترمذی) مگر یہ لوگ ایسے ہوں کہ ان کو ذرا بھی شرم نہ آئے بلکہ اپنے اس کمال کو بیان کریں۔ شرم، شرم، شرم

⑥ ملفوظات ۱۵۱ جلد اول میں حضرت جنید بغدادیؒ کے وجد کے پار بغیر کشتی کے گزرنے کا قصہ ہے۔ جنہوں نے ایک دوسرے شخص کو بجائے "یا اللہ" کے "یا جنید یا جنید" کہنے کی تعلیم دی تھی۔ اس کے اخیر میں یہ عبارت ہے :

"شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں، اور مجھ سے یا جنید کہلاتے ہیں۔ میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں۔ اُس نے یا اللہ کہا، اور ساتھ ہی غوطہ کھایا۔ پکارا حضرت میں چلا۔ فرمایا۔ وہی کہہ، "یا جنید یا جنید" جب کہا، دریا سے پار ہوا۔ عرض کی۔ حضرت یہ کیا بات تھی۔ آپ اللہ کہیں تو پار ہوں، اور میں کہوں تو غوطہ کھاؤں۔ فرمایا اسے نادان ابی تو جنید تک پہنچا نہیں، اللہ تک رسائی کی ہوس ہے۔ اللہ اکبر" **فائدہ :** یہ ہے کفر کی تعلیم۔ کیا یہی توحید اسلامی ہے؟ کیا کامل توحید تعالیٰ کو پکالے اور ناقص غیر اللہ کو۔ کیا کتاب و سنت میں بھی معاذ اللہ ایسی وابستہ اشیاء ہیں حاشا وکلا، پھر سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ جو سلسلہ صوفیہ کے مشہور امام ہیں، ان پر کیسی تہمت لگادی۔

اب اس کے بعد دوسری تعلیم پیش ہوتی ہے جس میں کامل بھی مصیبت کے وقت غیر اللہ کو پکارتا ہے۔

⑦ جب کہیں میں نے استعانت کی "یا خوث" ہی کہا۔ یک در

گیر محکم گیر۔ (ملفوظات ۱۵۱ جلد دوم)

فائدہ : آگے ایک واقعہ بھی لکھا ہے جس میں حضرت شیخ عبدالقادر صاحب
جیلانیؒ کو (جنہیں یہ لوگ غوث اعظم کے لقب سے پکارتے ہیں) یا غوثا کا
کہہ کر پکارا گیا۔

لیجئے اب تو معاملہ صاف ہو گیا کہ یہ کامل مجدد بھی بجائے اللہ تعالیٰ کے پیر
صاحب کو ہر موقع پر پکارتا تھا، اور ان کو قادر و مختار و مطلق سمجھتا تھا۔ لہذا
اللہ استغفر اللہ۔

تنبیہ : واضح ہو کہ اسی پیر صاحب کو پکارتے آگے سے اسلس مجدد و انیس
دوسروں کو بھی عام تعلیم دی ہے۔ چنانچہ اس کی کتاب "وظیفہ کریمہ" میں
بعض کلمات الہیہ اخیر میں "یا غوث" کا نام لیتے ہوئے اور اس کا
وظیفہ کا اثر یہ بتلائے کہ گناہوں کی معفرت، آفاق و حیاسی و اخروی سے نجات
وصفات قلب، لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

پیر صاحب کو اپنی پیر صاحب جو نام مقرر ہوئے اختیار کرنے میں مسئلہ کتاب
الامن والعلیٰ مثلاً حاشیہ پر یہ کہا ہے۔ "ایک ایک گہری کے حال کی غوث اعظم
کو خبر ہو کر بہت غصہ و خیر کا کہن پر چھین گیا۔ چنانچہ اس نے غوث کا نام لے کر ہنسنے لگا
اور اس کے ایک ہاتھ پر غوث کا نام لکھا۔ چنانچہ اس نے غوث کا نام لکھا۔ چنانچہ اس نے
حضور سیدنا غوث اعظمؒ پر سلام کر کے کہا کہ جیسا کہ میں نے ان سے
اسی طرح فتاویٰ افریقہ میں پراہی پر صاحب کے متعلق یہ لکھا ہے :

”حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم شبِ معراج حضور سیدنا
غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوش مبارک پر پائے انور رکھ کر براق
پر تشریف فرما ہوئے۔ اور بعض کے کلام میں ہے کہ عرش پر حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جاتے وقت ایسا ہوا:“

فائدہ : اب دیکھو کہ چھٹی صدی کے ایک بزرگ (کیونکہ حضرت میر صاحب
کی وفات ۱۱۵۷ھ میں ہے) کو کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا کہ ادھر مختار گل بنا دیا
اور ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رفیقِ معراج ثابت کر دیا۔ واللہ اسی قسم
کے غلو و اعتقاد سے اسلام تباہ ہوا۔

⑧ حضرت مدظلہ الاقدس کے واسطے کپڑے سلوانا تھے سلطانِ حمید
خان نے عرض کی۔ درزی کو دے دیجئے جائیں۔ ارشاد۔ آج منگل کا
دن ہے، جس کی نسبت موسیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ارشاد
ہے کہ جو کپڑا منگل کے دن قطع ہو، وہ جلے گا یا ڈوبے گا یا چوری
جائے گا۔“

فائدہ : دیکھا مجھ کی کیسی اعلیٰ توحید ہے۔ اسلام نہ ہوا ہندوؤں کا
مذہب ہوا کہ بعض دنوں کو منحوس سمجھ کر ان سے ڈرتے ہیں اور پھر حضرت امیر المؤمنین
علی رضی اللہ عنہ پر بے وجہ و بے سند بہتان باندھ دیا۔

۲۔ محبت و عظمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

⑨ اس نیت کو بھی جگہ نہ دے کہ مجھے زیارت عطا ہو۔

(وظیفہ کریمہ ص ۱)

فائدہ : ایک غیر مستند درود کا ذکر کرتے ہوئے یہ فرضی مجذد کہتا ہے کہ اس نیت کے ساتھ درود نہ پڑھو کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو۔ اور واضح ہو کہ لفظ تخطا ظاہر کر رہا ہے کہ خود تو طلب نہ کرو اور اگر خدا تعالیٰ بھی بطور عطیہ و اکرام کے وہ زیارت نصیب فرمانا چاہتا ہے تو قبول نہ کرو۔ دیکھا کہ یہ محبت نبوی ہے۔ کیا اسی کی بنا پر دوسرے اہل حق کو کافر و مرتد کہا جاتا ہے کہ وہ محبت رسول نہیں ہیں۔ حالانکہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

ان من اشتد اہتی لی حبنا	یعنی میری اہمیت میں مجھ سے سب سے زیادہ
ناس یکنونون بعدی یوۃ	محبت رکھنے والے وہ لوگ ہوں گے جو میرے
احدھم لورانی باھلہ و	بعد پیدا ہوں گے ان میں سے ہر ایک آرزو
مالہ۔ (مشکوۃ باب ثواب ہذا	کے گا کہ اپنے اہل و مال کے بدلے میں وہ
الاتحۃ بحوالہ مسلم)	مجھے دیکھو۔

نیز معلوم رہے کہ یہاں مطلق زیارت کے خیال سے منع کیا گیا ہے۔ یہ نہ بتلایا کہ

آیا زیارتِ خواب سے مشرف ہونے کا خیال نہ کرے، یا یہ کہ معاذ اللہ قیامت کے دن اور بہشت میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے محرومی کی نیت رکھے۔

۱۰) مگر مدینہ طیبہ میں مجاورت ہمارے آئنے کے نزدیک مکروہ ہے

کہ حفظِ آداب نہیں ہو سکے گا۔ (احکامِ شریعت ص ۸۲ حصہ دوم)

فائدہ : دیکھا ان عاشقانِ رسول کا حال کہ مدینہ طیبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جوارِ قرب میں رہنے کو مکہ وہ کہا اور ائمہ دین پر بہتان لگایا، اور علت یہ پیش کی کہ حفظِ آداب نہیں ہو سکے گا۔ پھر تو مسلمان کوئی نیک کام نہ کرے نہ مسجد میں جائے نہ حج کرے نہ قرآن پڑھے، کیونکہ حفظِ آداب کا حق پورے طور پر وہ کہاں تک بجالا سکتا ہے۔ کیا اس قسم کے مجددِ صاحب اور ان کے خاص حارِ مین جو صرف اپنے لئے ہی ایمان داری کا اجارہ لئے ہوئے ہیں، وہ بھی حفظِ آداب نہیں کر سکتے۔ حالانکہ تمام اہل ایمان کا اتفاق ہے کہ اس شہرِ مقدس میں رہنا اور بالخصوص اخیرِ عمر میں مہاجرت کرنا باعثِ برکت ہے۔

فَرَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ امْتَطَاعَ أَنْ يَمُوتَ بِإِلْهِدَيْنِ فَلْيَمُتْ بِهِمَا فَإِنَّهُ أَسْفَعُ لِمَنْ يَمُوتُ بِهِمَا۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مدینہ میں مرنے کی طاقت رکھتا ہے اس کو وہاں لٹک کر مرنے چاہیے کیونکہ میں وہاں آکر مرنے والے کی شفاعت کروں گا۔

(مشکوٰۃ بابہم المدینۃ بحوالہ ترمذی - احمد)

اور واضح ہو کہ یہاں سکونتِ مدینہ منورہ کو مطلقاً مکروہ کہا گیا ہے۔ اور فقہاء حنفیہ کے نزدیک جب لفظ مکروہ معاملات میں مطلقاً استعمال ہو تو اس سے مکروہ تحریمی مراد ہوتی ہے۔ گویا اس مجدد نے اس بابرکت سکونت کو حرام کے نزدیک پہنچا دیا۔

⑪ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ

دَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ۔ دُش، دُش بار۔ ہر بلا و محرم سے محفوظی حد

میں سات بار فرمایا حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دُش بار آیا۔ فقیر کا اسی پریل ہے۔ اسے حکمِ تعالیٰ تمام مقاصد کے لئے کافی پایا۔

فائدہ : دیکھا کہ حدیث شریف کی کیا عظمت کی کہ پیر صاحب کی خاطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا کہ بجائے سات مرتبہ کے دُش مرتبہ کو اختیار کیا۔ گویا حضور کے بتلاتے ہوئے عدد سے یہ نتیجہ مرتب نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ حصن حصین وغیرہ میں یہ وظیفہ سات بار ہی پڑھنا آیا ہے۔

اب اس مجدد کا دوسرا واقعہ معلوم کیجئے جس میں اپنے نفس کی خاطر حضرت پیر صاحبؒ کو بھی چھوڑ دیا۔

کتاب احکام شریعت ص ۱۵۵ حصہ سوم میں یہ عبارت ہے :

ہمارے خاندان کا یہ معمول ہے کہ سات بار دُرودِ غوثیہ، پھر ایک بار الحمد للہ شریف و آیت الکرسی، پھر سات بار سورۃ اخلاص، پھر تین بار دُرودِ غوثیہ،

دُرود غوثیہ یہ ہے :

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُودِ
وَالْكَوْمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ - اور فقیر اتنا نامہ کرتا ہے
وَعَلٰی اٰلِهٖ الْكَرَامِ، وَابْنِهٖ الْكَرِيْمِ وَاعْتِهٖ الْكَرِيْمِ
وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

اب یہاں دیکھ لو کہ پیر صاحبؒ کے تجویز شدہ درود (جس کی فی نفسہ کوئی
صحیح سند نہیں ہے۔ اور بھلا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے درود کے خلاف
پیر صاحبؒ کیوں کر درود تجویز کریں گے) کے اوپر زیادتی کر لی۔ کیا اب بھی پیر صاحبؒ
کی تعظیم باقی رہ جائے گی۔ اور واضح ہو کہ امی آگے معلوم ہو گا کہ اس بڑھاتے ہوئے
درود کو چھوڑ کر ایک اور غیر مستند درود کو افضل ثابت کیا جاوے گا۔

(۱۲) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا اَمَرْتَنَا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوحِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْاَرْوَاحِ الخ
اس کے بعد لکھا ہے :

حصولِ زیارتِ اقدس کے لئے اس سے بہتر صیغہ نہیں۔

(وظیفہ کریمہ ص ۱۷)

فائدہ : اوّل تو یہ درود فی الارواح اور فی الاجساد اور فی القبور

والاکبیر صحیح سند سے ثابت نہیں۔ کتاب "قول البدیع" مصنفہ امام سخاویؒ

جس کے حوالے یہ مجتہد بھی دیتا ہے کہ ص ۳۳ پر اس کے متعلق لکھا ہے لہذا قف
 علیٰ اصلہ الی الان۔ یعنی اس روایت کی اصل آج تک مجھے نہیں ملی۔ اور یہ
 محدث حافظ ابن حجر عسقلانی کا بڑا مشہور شاگرد ہے۔ نیز فی الارواح وغیرہ
 کے معنی کی تعیین کیا ہوگی۔ کیا بغیر ان ارواح وغیرہ کے حضور پر درود شریف
 نہ بھیجا جاتے۔

پھر اس صیغہ کے بہتر ہونے کی کیا دلیل ہے۔ کیا نماز جیسی اعلیٰ و اشرف
 عبادت میں جو خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاص درود شریف مقرر
 فرمایا، وہ سب سے افضل نہیں ہے؟ اس پر تمام کا اجماع ہے۔ پس معلوم ہوا کہ
 صحیح اور بہتر درود سے گریز کیا گیا ہے اور ایک غیر معتبر دے سند درود کو زور
 کے ساتھ افضل مان لیا گیا ہے۔

تنبیہ: اوپر دو مثالوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح مخالفت کا
 ذکر ہوا ہے۔ ایک میں سات بار کی بجائے دس بار کو افضل کہنا۔ دوسرا نیز ثابت
 درود کو صحیح و ثابت درود سے اعلیٰ ماننا۔ اب ان کے علاوہ تین مثالیں اور
 دی جاتی ہیں جن میں حضور سرور کائنات علیہ افضل التحیات والتسلیمات کے
 الفاظ مبارکہ پر زیادتی کی گئی ہے۔

وہیفہ کریمہ ص اللہم ما اصبحت من نعمة ولك الشكر
 فقیر اس کے بعد لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین

زیادہ کرتا ہے۔

فائدہ : یہ اصل دعا مشکوٰۃ شریف کتاب الدعوات میں بروایت

ابوداؤد موجود ہے۔

کتاب مذکورہ بالا سید الاستغفار اَللّٰهُمَّ اَنْتَ بَنِيّ... اِلَّا اَنْتَ کہہ کر کہا ہے۔ فقیر اس کے بعد اتنا زائد کرتا ہے۔ "وَاعْفُ لِكُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ"

یہ اصل وظیفہ سید الاستغفار بروایت بخاری مشکوٰۃ باب الاستغفار

میں موجود ہے۔ اس وظیفہ کا نام خود بخواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "سید الاستغفار" رکھا۔ اب بتلاؤ کہ حضور کے مبارک الفاظ پر بڑھانا (خواہ بڑھائے ہوئے الفاظ معنی صحیح بھی ہوں) کس قدر جرم ہے۔ اس طرح تو ہر ایک آدمی جو چاہے بڑھا دیا کرے، صاحبِ وحی علیہ السلام کے مبارک کلمات کی کیا قدر رہے گی۔

واضح ہو کہ اس کتاب کے صلا پر ایک ذکر لکھ کر کہا ہے۔ فقیر اس کے

بعد اتنا زائد کرتا ہے "وَعَنِ اَهْلِ السُّنَّةِ"۔ یہ ہے اس مجدد کی پیروی سنتِ نبویؐ۔ غالباً اسی وجہ سے لکھ دیا کہ :

بِحَمْدِ اللّٰهِ میں اپنی حالت وہ پاتا ہوں جس میں فقہاء کرام نے

لکھا ہے کہ سنتیں بھی ایسے شخص کو معاف ہیں۔ لیکن الحمد للہ سنتیں

کبھی نہ چھوڑیں بغل البتہ اسی روز سے چھوڑ دیئے ہیں۔

(ملفوظات منہ حصہ چہارم)

اب بتلاؤ کہ کس جگہ فقہارِ کرام نے دائماً (موکدہ) سنتیں چھوڑنے کی اجازت دی ہے۔ بلکہ ایک جگہ لکھا ہے کہ تارکِ سنت گنہ گار نہ ہوگا۔

سوال و جواب کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

عرض: جس شہر کے لوگوں میں سے ایک بھی ولیمہ نہ کرتا ہو بلکہ کلاح سے پہلے اول روز جلیا راج ہے کھلا دیتا ہو تو ان سب کیلئے کیا حکم ہے۔
ارشاد: تارکِ کانِ سنت ہیں مگر سننِ مستحبہ سے ہے۔ تارکِ گنہ گار نہ ہوگا
اگر اسے حق جانے۔ (ملفوظات منہ حصہ اول)

یا بکے ۹ (۱۳)

مسیحائی تری آنکھوں کی، سب بیماریاں اچھے ہیں

اشاروں میں جلا دیتے ہیں مُردہ یا رسول اللہ

پھر اس کے بعد لکھا ہے، یہ سب فرقے بالقطع و یقین کافر مطلق ہیں

(اعلام الاعلام منہ)

فائدہ: اہل حق بالخصوص ہمارے حضرات دیوبندیہ (کثر اللہ سوادہم)

اس شعر کو صحیح سمجھتے ہیں۔ اس میں کوئی خرابی نہیں۔ مگر یہ مجددِ مہدی حُبِ رسولؐ

اس شعر کو حضورؐ کی شان میں سُنانے کے لئے تیار نہیں۔ بلکہ ایسا کہنے والے کو

قطعی اور یقینی طور پر کافر مطلق سمجھتا ہے۔ حالانکہ حقیقتہً و مجازاً حضورؐ نے
مردے زندہ کئے۔ کیونکہ حضورؐ کی تعلیم کی برکت سے ہزاروں کے مردہ ول ایمان
وغیرہ سے زندہ ہوئے۔ اور حقیقی طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے مشہور
معجزے کی طرح حضورؐ سے بھی یہ کمال صادر ہوا، جس کا ذکر سیوت کی کتب
میں ہے۔ مثال کے لئے دیکھو، مدارج النبوة مصنفہ شیخ عبدالحی صاحب
محدث دہلویؒ ص ۱۹۹ باب المعجزات طبع ۱۹۱۳ء۔

(۱۲) حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو۔ اور میرا دین و
مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر
فرض سے اہم فرض ہے۔ (وصیایا شریف ص ۱۲ نمبر ۱۲)
فائدہ : دیکھا کہ اتباع شریعت محمدیؐ کے متعلق لفظ "حتی الامکان"
کہا کہ جتنی پیروی ہو سکے کرو۔ گویا نہ ہو سکے تو چھوڑ دو۔ مگر اپنے دین و مذہب
کے متعلق کس قدر تاکید و تاکید کی کہ معاذ اللہ ہر فرض سے بھی اہم فرض ہے۔
ذرا باریک بینی سے تمام الفاظ (یعنی مضبوطی، قائم رہنا، فرض کا دوبارہ لانا، اہم ہونا)
کو دیکھو اور انصاف سے فیصلہ کرو، اور شریعت کے مقابلے میں اپنے دین و مذہب کا
ذکر علیحدہ طور پر کرنا ظاہر کرتا ہے کہ وہ کوئی اور چیز ہے۔ اور پھر یہ کہ وہ میری ہی کتب
میں درج ہے۔ نیز واضح ہو کہ تعلیم، وفات کے دن (۲۵ صفر ۱۲۸۸ھ) کی ہے اور
وفات سے دو گھنٹے سترہ منٹ پہلے قلم بند کرائی گئی تھی۔ اب سمجھ لو کہ اپنی تمام زندگی

میں کیا تعلیم پھیلانی ہوگی۔

لطیفہ : اگر اس مجدد کی وصیت کے مطابق کوئی صاحب اس کی کتابوں کا مطالعہ کرے اس کی یہ صحیح تعلیم اور اس کا دین و مذہب ظاہر کرے جیسے ہم نے کیا ہے، تو اہل عقل کے نزدیک وہ اخلاقی مجرم نہ ہوگا۔

(۱۵) جب ان کا انتقال ہوا، اور میں دفن کے وقت ان کی قبر میں اترتا

مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو محسوس ہوتی، جو پہلی بار روضہ انور کے

قریب پائی تھی۔ (ملفوظات ص ۲۲ حصہ دوم)

فائدہ : یہ تعریف اپنے ایک پیر بھائی مولوی برکات احمد صاحب کی

ہے۔ اب ذرا دیکھو کہ کس طرح اپنے پیر بھائی کی خوشبو کو جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے روضہ مطہرہ (شریفنا اللہ تعالیٰ) کی خوشبو کے برابر تسلیم کیا ہے۔ کیا یہ

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی نہیں ہے۔ وہ مقدس جگہ تو کعبہ

مکرمہ بلکہ (اکثروں کے نزدیک) عرش الہی سے بھی افضل ہے، اور وہاں کی حقیقی و

معنوی خوشبو کا پتہ محبان نبوی ہی دے سکتے ہیں کسی شاعر نے کیا ہی ٹھیک کہا ہے

بطیب رسول اللہ طاب نسیمہا

فما المسك والكافور والصندل الرطب

ترجمہ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو کی وجہ سے مدینہ کی ہوا بھی

خوشبودار ہو گئی ہے جس کے مقابلے میں مشک، کافور اور صندل کوئی چیز نہیں۔

دوسرا کہتاب ہے

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِي الْقَاعِ اعْظُمُهُ

فطاب من طيبهن القاع والاحكام

ترجمہ : اے بہترین ان لوگوں کے جو خاک میں دفن ہیں، آپ کے جسم مبارک کی وجہ سے تمام میدان اور ٹیلے بھی خوشبو ناک ہو گئے۔ (ہر دو اشعار در جذب القلوب مصنف شیخ محدث دہلوی)

خود قصیدہ برودہ میں جس کو یہ لوگ عام طور پر پڑھتے ہیں، ایک مصرعہ یوں ہے : ع

لَا طَيْبَ يَعْدِلُ تُرْبًا خَسَمَ اعْظُمُهُ

ترجمہ : کوئی خوشبو اس تراب مبارک کے برابر نہیں ہو سکتی، جس کے اندر جسم مبارک موجود ہے۔

واضح ہو کہ اسی مقام پر مولوی برکات احمد صاحب کے جنازہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ فلاں آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، اور آپ نے فرمایا کہ میں برکات احمد کے جنازہ کی نماز پڑھنے آیا ہوں۔ اس کے بعد یہ نقلی مجدد کہتا ہے کہ الحمد للہ یہ جنازہ مبارک کہ میں نے پڑھایا۔ دیکھو اپنی امامت جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال میں مقتدی بنے ہیں، اس پر کتنا فخر کر رہا ہے۔ کیا یہ بھی فخر کا مقام ہے، بلکہ افسوس ظاہر کرتا کہ مجھے معلوم ہوتا تو میں ہرگز امامت نہ کرتا۔

(۱۶) امام مہدی کے بارے میں احادیث بکثرت اور متواتر ہیں مگر ان میں سے کسی وقت کا تعین نہیں۔ اور بعض علوم کے ذریعے سے بچے ایسا خیال گذرتا ہے کہ شاید ۱۸۳۳ء میں کوئی سلطنت اسلامی باقی نہ رہے، اور ۱۹۱۷ء میں حضرت امام مہدی ظہور فرمائیں۔ (ملفوظات ص ۱ جلد ۱)۔

فائدہ : دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود کثرت و کواثر احادیث کے تعین فرمائیں اور معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر فرماویں اور یہ فرضی مجدد نتائج مقرر کر دے، اور یہ بھی کہہ دے کہ فلاں وقت کوئی سلطنت اسلامی باقی نہ رہے گی۔ ایسی فرضی پیش گوئیاں قوم ایک جابل سے جابل بھی کر سکتا ہے یہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا کس قدر مقابلہ ہے، اور علم غیب الہی میں کس قدر ہاتھ ڈالتا ہے۔ نیز اس کے بعض علوم کا کیا اعتبار ہے۔ یہ تو جعفر رمل اور بحیر وغیرہ میں ماہر متعاجس کا یہ اکثر فخریہ ذکر کرتا ہے۔

۳۔ حس مشترک میں عاری ہونا

(۱۷) آدھی رات ڈھلے سے سورج کی کرن چمکنے تک صبح ہے۔

(وظیفہ کریمہ ص ۱)

فائدہ : یہی بات اس نے اور دو کتابوں میں لکھی ہے۔ احکام شریعت ص ۲۹ حصہ دوم میں ہے۔ ”صبح سے مراد یہ ہے کہ آدھی رات ڈھلنے سے سورج نکلے تک“

طفوطات مناصد سوم میں بھی بعینہ ایسی ہی عبارت ہے۔ اب نامعلوم اس مجہد نے لوگوں کو کیوں دھوکا دیا، اور ایک ایسی بدیہی و فطری بات کا انکار کیا ہے جو پاگل سے پاگل آدمی کے ہر وقت کے مشاہدہ میں ہے۔ اور پھر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ دوسری عبادات کے لئے کوئی اور صبح ہے اور وظیفوں کے لئے کوئی اور صبح۔ اور بجلا عام طور پر آدھی رات ڈھلے سے کون وظیفے شروع کرتا ہے۔

واضح ہو کہ اسی بنا پر فاسد کی وجہ سے ایک موقع پر نماز تہجد کے وقت کے متعلق ذیل کی عبارت لکھتا ہے :

جب پونے سات بجے عشاء پڑھ کر سو رہے، اور سات سوا سات

بجے آنکھ کھلے، وہی وقت تہجد کا ہے۔ (وظیفہ کریمہ ص ۱۱)

اب ہر ایک جانتا ہے کہ سخت سے سخت سردیوں کے موسم میں بمشکل نماز عشاء

کا وقت سات بجے ہوتا ہوگا۔ چہ جائیکہ ہمیشہ کے لئے یہ وقت مقرر ہو، اور پھر تہجد کے لئے یہ تعیین کرنا کس قدر مضحکہ خیز ہے۔

۴۔ خروج از خفیت

①۸ عرض : حضور مدینہ طیبہ میں ایک نماز پچاس ہزار کا ثواب

رکتی ہے اور مگر معظمہ میں ایک لاکھ کا۔ اس سے مگر معظمہ کا افضل ہونا

سمجھا جاتا ہے۔

ارشاد: "جمہور خفیہ کا یہی مسلک ہے۔ اور امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک مدینہ طیبہ افضل ہے۔" پھر آگے لکھا ہے: "اور یہی میرا مسلک ہے۔" (ملفوظات حصہ دوم)

فائدہ: دیکھو جمہور خفیہ کے مسلک کو چھوڑ کر اپنا نیا طرہ کیا ہے

اور اس پر اپنی خفیت کا پرنڈور دھوی ہے۔ اور پھر یہ اسی مدینہ طیبہ کی کہ بارے میں ہے جہاں کی رہائش کو مکروہ (تحریمی) کہہ کر روکا جاتا ہے تاکہ یہاں کے صلویے مانڈول سے مجرومی نہ ہو۔ اور علمائے دیوبند جن میں سے کئی ایک بزرگ وہاں کر جا رہے، اور اس پاک زمین میں پیوند ہوئے۔ ان سے مشابہت نہ لازم آئے۔ واضح ہو کہ اس مسئلہ میں نہ صرف اپنے امام مجتہد اور دیگر جمیع ائمہ خفیہ کا خلاف کیا گیا ہے، بلکہ امام شافعی و امام احمد کے مجموعی مسلک سے بھی انحراف کیا ہے۔

نیز احکام شریعت ص ۱۲۱ حصہ دوم میں یوں کہا ہے: "مذہب حنفی میں جمعہ و عیدین (دیہات میں) جائز نہیں۔ لیکن جہاں قائم ہے، وہاں منع نہ کیا جائے اور جہاں نہیں ہے وہاں قائم نہ کیا جائے۔ آخر شافعی مذہب پر تو ہو ہی جائے گا۔ دیکھو ادھر تو ناجائز کہا۔ پھر کہا، منع نہ کرو۔ اور وہیل یہ دی کہ شافعی مذہب میں جائز ہے۔ پس بغیر ضرورت کے تقلید خفیت سے ملنے کی ترغیب دی۔ پہلے مالکی بنے تھے، اب شافعی بنے۔"

۵۔ خورد و نوش کا فکر و حرام مال کا ذکر

(۱۹) لگائے کا گوشت کھانے سے مجھے معاذر ہوتا ہے۔ ایک صاحب

نے میرے یہاں نیاز کا کھانا بھیجا۔ (ملفوظات ص ۵ حصہ چہارم)

فائدہ : یہاں سے ثابت ہوا کہ یہ مجدد نیاز کے کھانے کھایا کرتا تھا۔

حالانکہ یہ کھانا صرف فقیر و محتاج ہی کو جائز ہے کہ اس کا ثواب میت کو ضرر پہنچتا ہے۔ مگر اس غنی مجدد کے لئے کیسے جائز تھا۔ اور خود بھی "وصایا شریف" میں لکھ چکا ہے کہ فاتح کے کھانے سے اغنیاء کو کچھ نہ دیا جائے، صرف فقراء کو دیں۔ اس سے پہلے ایک ایک ولی کا ہزاروں جگہ بیک وقت دعوت میں شامل ہونے کا ذکر آچکا ہے۔ اب آگے مذکور ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد بھی ان کو لذیذ کھانوں کا فکر تھا۔

(۲۰) اعزہ سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاتح میں ہفتہ میں دو تیرہ بار

بار ان اشیاء میں سے بھی کچھ بھیج دیا کریں۔ ^۱خورد و نوش کا یہ خیال

اگرچہ بھینس کے دودھ کا ہو۔ ^۲میر کی بیانی میں غلامی خوار کی یہی دعا ہے

شامی کیا بے شک ^۳خورد و نوش کا یہ خیال ^۴میر کی بیانی میں غلامی خوار کی یہی دعا ہے

ان گویا شامی ^۵میر کی بیانی میں غلامی خوار کی یہی دعا ہے ^۶میر کی بیانی میں غلامی خوار کی یہی دعا ہے

بے وقوفی کا یہ خیال ^۷میر کی بیانی میں غلامی خوار کی یہی دعا ہے ^۸میر کی بیانی میں غلامی خوار کی یہی دعا ہے

فائدہ : ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس فرضی مجدد کے خیال میں یہاں

مرکز مٹی کے قبر میں بعینہ کھانے پہنچ جاتے ہیں۔ اس لئے یہ اعلیٰ سے اعلیٰ قیمتی سے قیمتی کھانے اپنے لئے تجویز کئے۔ اور خود ایک رسالہ بھی بنام "ایقان الارواح مصنفہ ۱۳۲۷ھ" لکھا تھا جس میں ثابت کیا تھا کہ زوحیں واپس گھروں میں آتی ہیں۔ نیز کھانے پینے کا اس قدر فکر ہے کہ فرشتگانِ معصومین کے لئے بھی فاتحہ و ایصالِ ثواب کا جواز لکھا ہے (احکامِ شریعت ص ۸۵ حصہ دوم) اور لوگوں کے لئے زندگی ہی میں اپنے لئے ایصالِ ثواب کی ترغیب دی ہے۔ (ملفوظات ص ۷۹ حصہ اول)۔

تنبیہ : (الف) اسی کے متعلق یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ احکامِ شریعت ص ۵۹ حصہ اول میں سوال موجود ہے کہ ناجائز روپیہ یعنی سود و شراب و رشوت وغیرہ اگر نیک کام مسجد، مدرسہ، چاہ، نیاز، فاتحہ، عرس وغیرہ میں لگایا جاوے تو جائز ہے یا نہیں۔ اس کا جواب یہ دیا ہے :

"مسجد، مدرسہ وغیرہ میں بعینہ روپیہ نہیں لگایا جاتا، بلکہ اس سے اشیاء خریدتے ہیں۔ خریداری میں اگر یہ نہ ہو کہ حرام دکھا کر کہا۔ اس کے بدلے فلاں چیز دے اس لئے وہی اُس نے قیمت میں نہ حرام دیا۔ تو جو چیز خریدی، وہ خبیث نہیں ہوتی، اس صورت میں فاتحہ و عرس کا کھانا جائز ہے۔"

(ب) اسی طرح اسی کتاب احکامِ شریعت ص ۸۵ حصہ دوم میں ایک سوال ہے کہ طائف جس کی آمدنی حرام ہے، اس کے یہاں میلاد شریف پڑھنا اور اس کی

اسی حرام آمدنی کی منگائی ہوئی شیرینی پر فاتحہ کرنا جائز ہے یا نہیں۔ اس کا جواب یہ دیا ہے۔ "اس مال کی شیرینی پر فاتحہ کرنا حرام ہے، مگر جب کہ اُس نے مال بدل کر مجلس کی ہو۔ اور یہ لوگ جب کوئی کارِ خیر کرنا چاہتے ہیں تو ایسا ہی کتے ہیں اور اس کے لئے کوئی شہادت کی حاجت نہیں۔ اگر وہ کہے کہ میں نے قرض لے کر مجلس کی ہے، اور وہ قرض اپنے مالِ حرام سے ادا کیا جائے گا تو اس کا قول قبول ہوگا۔"

(ج) ایسا ہی ملفوظات ص ۲۲ حصہ سوم میں اس سوال کے جواب میں کہ رنڈی کو مکان کرایہ پر دینا جائز ہے یا نہیں۔ کہا ہے۔ "اس کا اس مکان میں رہنا کوئی گناہ نہیں۔ رہنے کے واسطے مکان کرایہ پر دینا کوئی گناہ نہیں۔ باقی رہا، اس کا زنا کرنا، یہ اس کا فعل ہے، اس کے واسطے مکان کرایہ پر نہیں دیا گیا۔"

(د) پھر کتاب احکام شریعت ص ۱۱ میں "بیمہ" زندگی و موت کو حلال کر دیا ہے۔ اور وجہ اس کی یہ بیان کی ہے کہ جب کہ یہ بیمہ صرف گورنمنٹ کرتی ہے اور اس میں اپنے نقصان کی کوئی صورت نہیں تو جائز ہے کوئی حرج نہیں۔"

حالانکہ یہ بیمہ بالکل جو ہے، اور تمام اہل حق کے نزدیک حرام ہے بھلا ایک شخص نے آج ایک قسط ادا کر دی، اور کل مر گیا، تو اس کی اولاد سینکڑوں پزیراؤں روپے لینے کی کس طرح مجاز ہوگی۔ باقی اس کے جواز کی علت کسی بیہودہ بیان کی ہے۔

۶۔ بعض فتاویٰ عجیبہ و غریبہ

(۲۱) حُقّہ کے پانی سے وضو۔ احکام شریعت ص ۵۸ حصہ سوم
میں ہے : مسئلہ : حُقّہ کے پانی سے وضو جائز رکھا گیا ہے وہ کون حالت
اور کس وقت پر۔

الجواب : جب آب مطلق اصلانہ طے تو یہ پانی بھی آب مطلق
ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے تیمم برگزین صحیح نہیں۔ اس تیمم سے
نماز باطل۔

فائدہ : دیکھا کیا بدبودار فتنہ بھی ہے۔ کیا کوئی شریف انسان اس
تعلیم کو اختیار کرے گا؟ اسی کتاب کے ص ۱۶۵ پر یہ بیان کیا ہے کہ "حق یہ
ہے کہ معمولی حُقّہ جس طرح تمام دنیا کے عامہ بلاد کے عوام و خواص میں رائج
ہے، شرعاً مباح و جائز ہے۔" یہاں سے معلوم ہوا کہ حُقّہ خواہ معمولی ہو یعنی
جسے عام لوگ جو مدتوں کے بعد اسے صاف کرتے ہیں، پینے والے ہوں، تب
بھی بلا کراہت وہ حلال ہے۔ حالانکہ اس قسم کے حُقّہ کا پانی بالعموم اہل تجربہ
کے نزدیک بول و براز سے بھی زیادہ بدبودار ثابت ہوا ہے۔

معلوم رہے کہ تیرہ سال کی عمر سے فتاویٰ نویسی کا کام شروع کر دیا تھا۔

(ملفوظات ص ۵۸ حصہ اول)

۲۲) مغرب کی سنتِ مؤکدہ کا طریقہ

نماز مغرب کے بعد فرض پڑھ کر چھ رکعتیں ایک ہی نیت سے ہر دو رکعت پر التحیات و درود اور دُعا، اور پہلی تیسری پانچویں سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ سے شروع۔ ان میں پہلی دو سنتِ مؤکدہ ہوں گی، باقی چار نفل، یہ صلوٰۃِ ادا بین ہے (وظیفہ کریمہ ص ۱۶) **فائدہ :** دیکھا اس مجتہد و مجدد نے کیا عجیب و غریب مسئلہ نکالا کہ ایک ہی نماز سے دو سنتیں مؤکدہ نکال لیں اور چار نفل۔ کیا یہی اجتہادات ہیں جن کی بنا پر دوسرے اہل حق کو کافر و مرتد کہا ہے۔

۲۳) کراہتِ تلاوتِ قرآن۔ جن تین وقتوں میں نماز ناجائز ہے، تلاوت بھی مکروہ ہے۔ (وظیفہ کریمہ ص ۱۷) **فائدہ :** یہ نیا اجتہاد ہے۔ تلاوتِ قرآن کی کراہت کے کیا معنی! سجدۂ تلاوت مکروہ ہے نہ کہ نفلِ تلاوت۔

۲۴) بلاشبہ غیر کعبہ معظمہ کا طوافِ تعظیمی ناجائز ہے اور غیر خدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے۔ اور بوسۂ قبر میں علماء کو انشاء ہے اور احوط منع ہے۔ آگے لکھا ہے۔ "یہ وہ ہے جس کا فتویٰ عوام کو دیا جاتا ہے، اور تحقیق کا مقام دوسرا ہے" ان (احکامِ شریعت

صفحہ ۱۵ حصہ سوم)

فائدہ : دیکھا عوام کے لئے اور فتویٰ، اور خواص کے لئے اور۔ گویا ان کے لئے یہ سجدہ، طواف، بوسہ وغیرہ جائز ہوئے۔ استغفر اللہ

(۲۵) اگر مصلیٰ کامیدان قبلہ سے ۴۵ درجے کے اندر تھا تو نماز

ہوگئی۔ (ملفوظات ص ۲۲ حصہ اول)

فائدہ : یہ کہاں کا مسئلہ ہے۔ شمال و مغرب کے درمیان تو ۹۰ درجے کا فاصلہ ہے۔ گویا عین نصف شمال و مغرب میں نماز پڑھنے لگے تو جائز ہے۔ کیا مسئلہ بغداد تشریف کی طرف (جو مابین شمال و مغرب ہے) نماز پڑھنے کے لئے تو نہیں نکالا، جس کی طرف غالی بدعتی اب نماز نفل پڑھنے لگے ہیں۔ یا اس طرف منہ کر کے کچھ وظیفے ادا کرتے ہیں، اور اس مجتہد کا غلو، بغداد والے پیر صاحب کے متعلق معلوم ہو چکا ہے۔

(۳۶) مسئلہ : کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک

شخص کو غسل کی حاجت ہے۔ اگر وہ غسل کرتا ہے تو فجر کی نماز قضا ہوئی جاتی ہے۔ تو ایسی حالت میں کیا کرے۔ یَتَنَوُّا تَوَجُّدًا۔

الجواب : تیمم کر کے نماز پڑھے اور غسل کر کے پھر اعادہ کرے۔

(احکام شریعت ص ۱۲۱ حصہ دوم)

فائدہ : یہی مسئلہ عرفان شریعت ص ۱۲ پر بھی لکھا ہے۔ یہ کہاں کا مسئلہ

ہے کہ غسل جنابت کی ضرورت ہو اور اچھا بھلا آدمی ہو تو وہ تیمم کر کے نماز فجر ضرور پڑھے۔ پھر فجر کی کیوں تخصیص ہے، اور اعادہ کی کیوں ضرورت۔ معذور آدمی کے لئے تو اس کی اجازت ہے، دوسروں کے لئے کہاں ہے لازم تھا کہ مرض وغیرہ کا عذر بیان ہوتا۔

(۲۷) مسئلہ ۵۶: شادی میں دف بجوانا درست یا نہیں۔

الجواب: دف کی اجازت ہے جب کہ اس میں جھانچ نہ ہو

اور مرد یا عورت دار عورتیں نہ بجائیں الخ (عرفان شریعت ص ۱۱۱)

فائدہ: یہ عجیب فتویٰ ہے۔ جب دف جائز ہے تو مردوں کے لئے

کیوں حرام ہے۔ کیا عورت دار عورتوں کی بجائے بے عورت اور فاسق عورتوں سے بچوایا جائے۔ حدیث (تمذی) میں تو مردوں کو ارشاد نبوی ہے کہ:

اتنواہن النکاح واجعلوا فی

المیثرون واضربوا علیہ بالدفوف

(۲۸) زن و شوہر کا باہم ایک دوسرے کو حیات میں چھونا مطلقاً

جائز ہے حتیٰ کہ فرج و ذکر کو نہایت صالحہ موجب ثواب اجر ہے۔

کہا نص علیہ سیدنا الامام الاعظم رضی اللہ تعالیٰ

عنه۔ (احکام شریعت ص ۱۵۳ حصہ سوم)

فائدہ: یہ نہ بیان کیا کہ اپنی اپنی شرمگاہوں کو خود علیحدہ طور پر مس

کہنا ہے یا ایک کا دوسرے کی شرمگاہ کو متس کرنا ہے۔ بہر صورت کس کتاب میں موجب ثواب واجب لکھا ہے۔ اور امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ کی کس معتبر کتاب میں یہ نص موجود ہے۔ علماء کرام تو زلی و شوہر کو ایک دوسرے کی شرمگاہ پر نگاہ ڈالنے کو خلافِ اولیٰ و خلافِ تہذیب فرماتے ہیں کہ اس سے بے حیائی پیدا ہونے کا خوف ہے اور یہ مجتہد اس کی ترغیب دیتا ہے۔

(۲۹) بیتِ اخلاص میں وظیفہ ادا کرنا : پاس انفاس سانس کی آمد و رفت میں، کھڑے، بیٹھے، چلتے پھرتے، وضو بے وضو، بلکہ قضائے حاجت کے وقت بھی ملحوظ رکھے۔ یہاں تک کہ اس کی عادت پڑ جائے۔ (وظیفہ کریمہ ص ۲۵)

فائدہ : دیکھا کیسا نفیس وظیفہ ہے کہ بیتِ اخلاص میں یہ وظیفہ نہ چھوڑو سانس کو اوپر نیچے لاتے وقت اس ذکر کی مشق کرو۔ اور یہ وہ وظیفہ ہیں جن کے متعلق اسی کتاب کے اسی صفحہ کے اوپر لکھا ہے کہ یہ اس درجہ مفید ہیں، کہ انہیں اخفا کرتے ہیں۔ رموز میں لکھتے ہیں، فقیر نے اپنے خاص برادر ابنِ طریقت کے لئے اسے عام کیا۔

(۳۰) مسئلہ : جھوٹے کام کا جو تمارووں کو پہنچا جائز ہے یا نہیں؟
الجواب : ”ظاہر یہ ہے والعلوم عند اللہ کہ جھوٹے کام کا جو تمارو

لہ یعنی ایسا جو تاجس پر اصلی کے بجائے نقلی جملہ لگایا گیا ہو۔

مرد وزن سب کے لئے مکروہ ہونا چاہیے۔ ”اگے کھلبے۔“ ہاں
 بچے کام کا جو تا عورتوں کے لئے مطلقاً جائز، اور مومنوں کے واسطے الٰہی
 فائدہ : یہ عجیب مسئلہ ہے کہ جھوٹا کام تو مکروہ اور سچا جائز۔

(۳۱) عرض : کافر جو بولی دیوالی میں مٹھائی وغیرہ بانٹتے ہیں،
 مسلمانوں کو لینا جائز ہے یا نہیں؟

استنباد : اُس روز نہ لے۔ ہاں اگر دوسرے روز دے تو لے لے،
 نہ یہ سمجھ کر کہ ابنِ نبی کے تیوہار کی مٹھائی ہے، بلکہ مالِ مومنِ نصیب
 غازی سمجھے۔ (ملفوظات ص ۱۸۸ حصہ اول)

فائدہ : یہ عجیب معاملہ ہے کہ پہلے دن تو حرام اور دوسرے دن حلال،
 اور پھر لے کر بھی ان سے یہ اخلاق برتے کہ وہ خبیث اور موزی ہیں اور یہ مسلمان
 مفت میں غازی بن گیا۔ اور کتاب و سنت سے دلیل نہ بیان کی۔

(۳۲) کراہتِ نماز بغیر زیور : اُمّ المؤمنین صدیقہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہا عورت کا بے زیور نماز پڑھنا مکروہ جانتیں۔

(عرفانِ شریعت ص ۱۹)

فائدہ : اس روایت کی تصریح وغیرہ کے متعلق کچھ نہیں کہا۔ صرف
 مجمع البحار کا حوالہ دے دیا۔ کتاب مذکور کو دیکھا، مگر وہاں بھی کتاب حدیث
 اور اس کی صحت وغیرہ کا ذکر نہ ملا پس کتب فقہ سے اس کی کراہت شرعی

ثابت کرتے۔ بظاہر اصول شریعت ایسی نماز کو مکروہ نہیں کہیں گے۔

(۳۳) صراطِ مستقیم دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک تو سیدھی چلی گئی ہے جس میں پیچ و خم ہی نہیں، مگر واسطہ کی ضرورت ہے کہ بغیر واسطہ پہنچ ہی نہیں سکتا۔ اور دوسری یہ کہ اٹھا اور سیدھا مقصود تک پہنچا۔ پہلی اور انبیاء، اور دوسری صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے الخ۔ (ملفوظات ص ۱۱۱ حصہ دوم)

فائدہ : دیکھو کس قدر غلو ہے، اور دیگر انبیاء کی کتنی توہین ہے کیا ان کا راستہ پیچ و خم والا تھا، جس کے لئے واسطہ کی ضرورت تھی، توحید و معرفت کا طریق تو سب کا یکساں تھا، ضروری تھا کہ اس شہم بت کی پوری وضاحت ہوتی۔

(۳۴) قضا نماز کا طریق : احکام شریعت ص ۱۱۱ حصہ دوم میں قضا نماز کی سہولیت یہ بیان کی ہے کہ رکوع و سجدہ میں صرف ایک بار تسبیح پڑھے۔ فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد شریف کے بجائے صرف تین بار سُبْحَانَ اللہ پڑھے اور التَّحِيَّات کے بعد دُود و دعا کے بجائے صرف اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ پڑھے۔

فائدہ : اس کی سند کیا ہے، کیا اس سے نماز مکروہ نہ ہوگی؟ اسی

اختصار نے تو لوگوں کو دلیر کر دیا ہے۔

(۳۵) عرض : کھانا کھانے کا سنون طریقہ کیا ہے ؟

اسرشاد : داہنا پاؤں کھڑا ہو اور بائیں بچا۔ اور روٹی بائیں ہاتھ

میں لے کر داہنے سے توڑنا چاہیئے، ایک ہاتھ سے توڑ کر کھانا اور

دوسرا ہاتھ لگانا عادتِ مشکیرین ہے (ملفوظات ص ۸۸ حصہ اول)

فائدہ : اس طرح سے روٹی توڑنے کی سنت کہاں سے لی ہے، جس

کے ترک کو عادتِ مشکیرین کہا ہے۔

کذب بیانی

(۳۶) ڈاڑھی منڈانے اور کترانے والا فاسق ملعن ہے اسے امام

بنانا گناہ ہے، فرض ہو یا تراویح، حدیث میں اس پر غضب اور

ارادۂ قتل کی وعیدیں وارد ہوئی ہیں، اور قرآن عظیم میں اس پر

لعنت ہے۔ (احکام شریعت ص ۱۸۸ حصہ دوم)

فائدہ : ارادۂ قتل وغیرہ کی صحیح حدیثیں کس کتاب میں ہیں اور کون

قرآن عظیم میں لعنت کا ذکر ہے۔ ڈاڑھی کا وجوب ثابت کرنا بھی مشکل ہے۔

قرآن شریف میں صراحتاً ایک جگہ حضرت ہارون علیہ السلام کی ریش مبارک کا

ذکر ہے۔ باقی قرآن میں تو کہیں اشارۃً یا صراحتاً اس کا ذکر تک نہیں،

لعنت کا فتویٰ کیسا، اور واجب القتل کیونکر۔ یہ قرآن کریم کے متعلق صریح کذب بیانی ہے۔

واضح ہو کہ اسی فرضی مجدد نے دوسرے رسالہ عرفانِ شریعت ص ۱۱ میں لکھ دیا ہے کہ "ڈاڑھی کے متعلق قرآن پاک میں پانچ آیتیں ہیں۔ خدا معلوم وہ کہاں ہیں؟"

(۳۷) وہابیہ مثل یہود کے ہیں، اور وہابیہ کی کہیں ایک ٹپرہ

بھی نہیں۔ (احکامِ شریعت ص ۱۴۲ حصہ دوم)

فائدہ: یہ صریح کذب اور خلافِ مشاہدہ ہے۔ وہابیہ نجدی کی حکومت قریباً ایک سو سال سے صوبہ نجد (عرب) میں چلی آ رہی ہے، اور اس مجدد کی وفات سے تین سال بعد حجاز میں بھی آگئی اور اب تک وہاں موجود ہے۔

(۳۸) جیسے میں اور میرے گھر میں جس قدر لوگ ہیں کہ ہم میں کوئی

نہیں پیتا، مگر فتویٰ اباحت ہی پر دیتا ہوں۔

(احکامِ شریعت ص ۱۶۹ حصہ سوم)

فائدہ: یہ سب تقریر حقہ کے متعلق ہے جس سے وضو کرنے کا فتویٰ پہلے

گذر چکا ہے۔ اب دوسرا حوالہ دیکھو، جس میں صاف موجود ہے کہ میں حقہ پیتا ہوں۔

ملفوظات مناجات حصہ دوم میں ہے۔ "ہاں حقہ پیتے وقت (بسم اللہ)

نہیں پڑھتا۔ اب ذرا انصاف سے دیکھو کہ کس قدر کلام میں اختلاف ہے جو کسی مجدد کی شان کے لائق نہیں۔

(۳۹) ”وہابیہ منسوب بہ عبد الوہاب نجدی ہیں۔ ابن عبد الوہاب ان کا معلم اول تھا۔ اُس نے کتاب التَّوْحِيد لکھی۔ اس کے بعد لکھا ہے۔ ”تقویۃ الایمان اسی کتاب التَّوْحِيد کا ترجمہ ہے“ (کوکبر شہابیہ ص ۵۹ طبع بارچہارم)

فائدہ: یہ صریح کذب ہے جس کو اب تک اہل بدعت بیان کرتے پھرتے ہیں۔ دونوں کتابیں موجود ہیں۔ مقابلہ کر کے دیکھ لو، زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مضامین کی ترتیب بالکل مختلف ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محمد بن عبد الوہاب نجدی المتوفی ۱۲۱۷ھ کی کتاب التَّوْحِيد غالباً شیخ اسماعیل شہید المتوفی ۱۲۲۶ھ نے دیکھی بھی نہ ہوگی۔

۸۔ بد تہذیبی

(۴۰) وہابی، دیوبندی..... جملہ مرتدین میں کہ اُن کے مرد یا عورت کا تمام جہان میں جس سے نکاح ہوگا، مسلم ہو، یا کافر اصلی، یا مرتد انسان ہو یا حیوانِ محض، باطل اور زنا خالص ہوگا اور اولاد ولد الزنا۔ (ملفوظات ص ۱۵۱ حصہ دوم)

فائدہ : اس مجتہد کا معیار تہذیب دیکھو کہ حیوانِ محض سے بھی نکاح
تجویز کرتا ہے اور کیسے بدترین الفاظ سے یاد کرتا ہے۔ نیز معلوم رہے کہ حیوان سے
نکاح کرنے کا ذکر اس مجتہد نے اپنی دوسری کتاب احکام شریعت ص ۱۸۷
اول میں بھی کیا ہے۔

تنبیہ : واضح ہو کہ حقیقی معنی میں ہندوستان کے اند اہل سنت
والجماعۃ ایک ہی قوم ہے، جو جماعت دیوبندیہ کہلاتی ہے، البتہ قلیل تعداد میں
حضرات اہل حدیث کی جماعت بھی ہے جو بالعموم عقائد میں جماعتِ دیوبندیہ
سے موافق ہے گو ان میں سے بعض لوگ غایت تشدد و تعصب کی وجہ سے
حضرات ائمہ مجتہدین کو برا بھلا کہتے ہیں اور اتباعِ ائمہ کو شرک و کفر سمجھتے ہیں۔
(جیسے کہ اہل بدعت اپنے آپ کو خفیٰ مسمیٰ کہلا کر شرک و فسق میں مبتلا ہیں)۔
اب یہ بزرگانِ دیوبندیہ مدتِ مدیدہ سے کتاب و سنت کی خدمت اور بدعات
شرکیات کا قلع قمع کر رہے ہیں، مگر ان اہل بدعت نے جن کا سرگرم یہ فرضی
مجتہد ہے، ان پاک بندگان پر بھی طعن و تشنیع اور سب و شتم کرنے سے دریغ
نہ کیا، بلکہ تحریر و تقریر میں ان کے متعلق کفر و ارتداد کا فتویٰ دیا، اور یہاں تک
کہہ دیا کہ من شرک فی کفر ہم فقد کفر یعنی جو ان کے کفر میں شک نہ کرے
وہ بھی یقیناً کافر ہے۔ نیز یہ بھی لکھ دیا کہ ان لوگوں کا ذبیحہ ناپاک و حرام ہے۔
ان میں سے مستحقین کو زکوٰۃ دینا حرام ہے۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز۔ ان کے

معصوم بچوں کو پڑھانا حرام۔ اگر ان کی ہمسائیگی ہو تو ان کا کوئی حق ہمسائیگی واجب نہیں۔ ان سے نکاح پڑھوانا باطل بلکہ ان کے بجائے برہمن ہندو ایسا قبول کرے تو بہتر ہے۔ نہ ان کی نوکری جائز، نہ کوئی بات چیت، نہ کوئی خرید و فروخت۔ غرض ان کے ساتھ کسی قسم کا معاملہ جائز ہی نہیں ہے، اور ان اہل باطل نے یہ بھی کہہ دیا کہ اگر یہ دیوبندی لوگ اب اپنے کفر و ارتداد و دیگر خرابیوں سے توبہ نہ کریں، تب بھی قابل قبول نہیں۔ بلکہ ہر صورت میں (معاذ اللہ تعالیٰ) واجب القتل ہیں۔ اور یہ تمام امور اس رئیس گروہ فرضی مجدد کی تقریباً تمام تصانیف (بالخصوص کتب مذکورہ رسالہ ہذا) میں مندرج ہیں اور ان میں کئی کئی بار ان امور کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ حضرات دیوبندیہ علاوہ حنفی مسلک اختیار کرنے کے جن کی تصدیق خود دارالعلوم دیوبند جاکر اور ان کی تقاریر سن کر بھی ہو سکتی ہے مراتب سلوک احسان کے ہوئے ہیں۔ اور مطابق سنت نبوی بیعت ارشاد کا طریق بھی اختیار کرتے ہیں۔ اور اس کی ترغیب دیتے رہتے ہیں۔ مگر ان نالائق لوگوں نے ایسے کامل بزرگوں اور ان کے مسلک پر چلنے والوں کو بھی لقب و بابیر سے یاد کیا (حالانکہ فرقہ و بابیر شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی طرف منسوب ہے جو حنبلی طریق کا آدمی تھا) اور ایسے محقق اور نیک نیت مقلدوں کو غیر مقلد کہہ کر ان کو دوسرے غیر مقلدوں کے ساتھ شریک کر دیا۔ والسلام۔ صفر المظفر ۱۳۵۸ھ۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بعض خصوصیات و علامات اہل عبت

① توحید باری تعالیٰ سے دُور بھاگنا۔ عظمت و جلالِ الہی کا منفقود ہونا۔ محض ظاہری محبت کا دعویٰ کرنا۔

② خداوند تعالیٰ کی قدوت کو محدود ماننا کہ وہ فلان فلان اشیاء پر قادر نہیں۔

③ بالعموم خدائی صفاتِ خاصہ (مثل علم محیط و قدرت کاملہ وغیرہ) و افعال و اسماء کو مساوی درجہ میں حضرت انبیاء و اولیاء میں تسلیم کرنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کی قدیم اہدیٰ فات کا جزو لایتنفک قرار دینا۔

④ انبیاءِ علیہم السلام کو نام سے خطاب کرنا۔ مثلاً یا محمدؐ کا وظیفہ پڑھنا اور مساجد و مکانات و اشتہارات میں اسے تحریر کرنا۔ حالانکہ یہ پرے درجہ کی بے ادبی ہے کہ اپنے سے بڑے کو نام سے پکارا جائے یہی سلوک اولیاء اللہ سے بھی کرنا مثلاً حضرت محبوبؒ کو یا شیخ

عبد القادر جیلانیؒ کہہ کر پکارنا۔

⑤ انبیاء کو نفس مرتبہ انسانیّت و عبدیت سے جو ان حضرات کے لئے بڑا ذاتی کمال ہے، خارج کرنا۔ بالخصوص حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی اس طرح سے سخت توہین کرنا۔

⑥ اَنَا مِنْ نُورِ اَدْنٰی وَالْخَلْقُ مِنْ نُورِیٰ کی موضوع حدیث کے ظاہری الفاظ پر عمل کرتے ہوئے سب مخلوق (حتیٰ کہ فرعون و الجہل بلکہ ابلیس لعین) کو نوری کہنا، جس سے دوسرے الفاظ میں اپنے آپ کو بھی نوری لباس پہنایا۔

⑦ ہر وقت لوگوں کو نوری بَشَرِیٰ کی بحث میں پھنسا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمانی کمالات کا انکار کرنا، جس سے ایک گونہ معراج جسمانی کے بڑے معجزے کا انکار کرنا ہے (کیونکہ جب جسم خاکی ندادے، تو معراج صرف رُوح کو ہوتی ہوگی جو فوری چیز ہے)۔

⑧ حضرت انبیاء و اولیاء کو خدائی صفات و افعال سے متصف کرنا۔ اُن کو ہر وقت عالم الغیب و حاضر و ناظر ماننا۔ ان سے حاجات رُقی و خیر مانگنا۔ اُن کو دُور سے پکارنا۔ اُن کے نام کا وظیفہ پڑھنا۔ ان کو سجدہ و طواف کرنا۔ ان کے نام پر روزے رکھنا۔ ان کی قبروں پر ان کو خوش کرنے کے لئے جانور ذبح کرنا اور نذریں چڑھانا۔ حتیٰ کہ بعض اولیاء مثل

حضرت خواجہ اجیریؒ کو رسولِ ہند کہنا وغیرہ وغیرہ۔

۹) ان حضرات کی قبور کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا اور دیگر عبادتیں کرنا۔ بغداد شریف کی طرف منہ کر کے ہاتھ باندھ کر امداد طلب کرنا اور دیگر افعال کرنا۔ بعضوں کا قبور پر سر و دستارنگی کے ساتھ عیدوں کی طرح میلے کرنا۔ ان عرسوں میں رقص و وجد کرنا۔ حتیٰ کہ بعض کالبے ہوشی میں نہنگا ہو جانا اور اس فعل کو بہت متبرک سمجھنا۔

۱۰) شریعت میں عام طور پر تاویلات و قیاساتِ فاسدہ سے کام لینا۔ اکثر حجۃ ائمہ مجتہدینؒ کی طرح اجتہاد کرنا۔ گو بظاہر اس امر کا قائل ہونا کہ اجتہاد میسری یا چھٹی صدی کے بعد ختم ہو گیا۔

۱۱) آج کل کے اجماع کو حجت سمجھنا، حالانکہ از روئے شرع صرف اقل کے تین زمانوں کا اجماع اُمتِ حجت ہے۔

۱۲) بدعتِ شرعی کو کوئی چیز نہ سمجھنا۔ نہ اس کی صحیح تعریف مع مثال پر قادر ہونا۔ سنت و بدعت میں فرق نہ کر سکرنا۔

۱۳) خوابوں، الہاموں اور بزرگ لوگوں کے کشفوں پر مذہب کا دار و مدار رکھنا۔

۱۴) ان کے علماء کا علیہ قرآن و حدیث میں ماہر نہ ہونا۔ اور حدیث شریف اور اصحابِ حدیث مثل امام بخاریؒ وغیرہ سے خاص نفرت کرنا۔

(۱۵) فقہ کی اکثر کمزور یا موضوع روایتوں کا حافظ ہونا، اور ان پر عمل کرنا، صحیح مسائل فقہی سے ناواقف ہونا۔ نکات و اسرار و لطائف فقہیہ سے بالکل عاری ہونا اور مستند کتابوں کا حوالہ نہ دے سکتا۔

(۱۶) قراءت و تجوید سے جس سے قرآن شریف کو صحیح و عمدہ ترتیل سے پڑھا جائے، بے نصیب ہونا، اور اطمینانِ قلب و عظمتِ الہی کی حالت میں تلاوتِ قرآن پر قادر نہ ہونا۔

(۱۷) مطالعہ کتب سلف صالحین و ائمہ محققین متقدمین سے سخت نفور ہونا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مستند سیرت اور بزرگانِ دین کے صحیح اقوال و احوال سے جاہل ہونا۔ غرض تاریخ اسلام سے بالعموم عاری ہونا۔

(۱۸) بعض بے خوف لوگوں کا بزرگوں کی کتابوں کو رد و بدل کر کے شائع کرنا۔ (مثال کے لئے ملاحظہ ہو ترجمہ قرآن مع موضح القرآن شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی)

(۱۹) بالعموم قرآن شریف کا درس ان میں کم ہونا (وجہ اس کی یہ کہ قرآن میں توحید کوٹ کوٹ کر بھری ہے، اور یہ اس سے کوسوں دُور بھاگتے ہیں۔ باقی علومِ نبویہ و شرعیہ کی تدریس بھی ان میں نہ ہونے کے برابر ہے۔

(۲۰) علوم قرآن و حدیث پر ان کی کسی محققانہ تصنیف کا ہرگز نہ ہونا۔

(۲۱) ایک خاص موضوع پر تقریر نہ کر سنا بلکہ رطب و یابس کو ملا دینا۔ نیز مجمع علماء کے سامنے آیات توحید مثل سورۃ فاتحہ و سورۃ اخلاص کی تفسیر کو بھی اصول شرعی کے متعلق چند منٹ کے لئے بیان نہ کر سنا۔

(۲۲) زبان عربی میں بہت کم مہارت رکھنا۔ نہ اعلیٰ عربی پر قادر ہونا، اور نہ بولنے پر معمولی سے معمولی فقروں کے اردو ترجمہ کی بھی جرأت نہ کرنا۔

(۲۳) اہل حق کے ساتھ منظرہ سے فرار کرنا۔ بلکہ کفار سے مقابلہ پر قادر نہ ہونا (کیونکہ علاوہ کم علمی اور پست ہمتی کے وہ کفار اول اول انکی قبر پرستی و شرکی تعلیم کی مٹی پلید کرتے ہیں)۔

(۲۴) شرعی مباحلہ میں حق و باطل میں فیصلہ کرنے کے لئے میدان میں نہ آنا۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ ہاتھ اٹھا کر دُعایا مانگو کہ ”یا اللہ ہمیں اپنے رستہ میں اس طرح شہادت عطا فرما کہ ہمارے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں“ تو ہرگز ہاتھ نہ اٹھا سنا۔

(۲۵) وعظ و تبلیغ کے لئے بغیر اجرت ہرگز تیار نہ ہونا۔ بلکہ اجرت لے کر بھی جرأت نہ کر سنا۔ خلافِ شرع امر کو دیکھ کر نہ ہاتھ سے نہ زبان سے نہ کہنا بلکہ ”افضل الجہاد کلمۃ حق عند سلطان جائز“ پر عمل کرنے والوں کو برا بھلا کہنا۔

(۲۶) اہل حق و متبعین سنت و مددِ سین حدیث و فقہ کو کافر و وہابی

کہنا۔ بات بات میں تکفیر کا فتویٰ دینا۔

۲۷) ناجائز وغیرہ مشروع طریق پر مولود خوانی کرنا۔ اس میں مبالغہ آمیز اشعار پڑھنا، اور وجد کرنا اور دیگر خلافِ شرع اُمور کا مرتکب ہونا۔

۲۸) ان کے اکثر بلکہ تقریباً تمام پیروں کا علم و تقویٰ سے عاری ہونا۔ سنت سے دور ہجانا، عورتوں سے بیعت کے وقت مصافحہ کرنا۔ ان کے سر پر برکت کے لئے ہاتھ پھیرنا۔ ان کو جھوٹے تعویذ گنڈے دینا وغیرہ وغیرہ۔

۲۹) اکثر مریدوں کا ان کی تصاویر کو بطور برکت کے قرآن وغیرہ میں رکھنا۔ تصورِ مشائخ کہ وہ مطلع ہو کر اپنی قدرتِ تامرہ سے ان کی تربیتِ روحانی کرتے ہیں، پر کاربند ہونا۔

۳۰) ان پیروں کے متعلق اکثروں کا یہ عقیدہ رکھنا کہ کمالِ معرفت کو پہنچ جانے کی وجہ سے ان سے نماز وغیرہ فرائض ساقط ہو جاتے ہیں۔

۳۱) سب و شتمہ کرنا۔ بالخصوص علماءِ متعین کو جنہوں نے کفار کی بیخ کنی میں خوب کام کیا (مثلاً شیخ الاسلام مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی دیوبندی کے، کہ ان کو بُرا بھلا کہتے ہیں۔

۳۲) ان کے چہروں پر بوجہ عدمِ اخلاص فی التَّوْحِيدِ و قَلَّتِ عَمَلِ بَرِّئَتِ کے بالعموم نُور و یمن و برکت و فراست و رونق کے آثار کا ظاہر نہ ہونا۔

۳۳) تمام مشائخ یا جن کی قبور قبۂ دار ہوں، ان کے متعلق قطعی بہشتی ہونے کا

عقیدہ رکھنا (ہاں غالب اُمید مغفرت کی رکھنا یہ اور بات ہے)۔

۳۳) بعض بزرگوں کے مزارات پر بھشتی دروازوں کا کھولنا اور حج سے زیادہ مخلوقات کا دُعاں جانا۔ اور غلط عقیدہ رکھنا۔

۳۵) اکثر عوام اہل بدعت کا تعزیوں پر رونا پیٹنا۔ بلکہ بعضوں کا خود تعزیے بنانا۔ حتیٰ کہ ان کے کئی بڑے علماء کا تعزیوں کی حمایت میں، اور سرکوبی و سیاہ پوشی کی تائید میں کتابیں لکھنا۔

۳۶) تعظیماً لوگوں کے سامنے جھکنا، حتیٰ کہ رکوع بلکہ سجدہ کے قریب ہو جانا۔

۳۷) اکثر (عوام) کا خاص دنوں کو منحوس سمجھنا اور اچھی بُری تاریخ اور دن کا پوچھنا اور ان سے شگون لینا۔

۳۸) قسمیں بہت کھانا، بالخصوص بھوٹی۔

۳۹) اَدْعِیَہ مَا تُوْرَک سے دُور بھاگنا۔ دُعا۔ گنج العرش اور دُرود تاج وغیرہ کی کثرت کرنا، جن کے مصنفین کا حال ندارد، ان کے فضائل بناوٹی، بلکہ ان کے اندر بعض الفاظ بالکل خلاف شریعت۔ کم از کم دس صحیح نبوی دعائیں بھی ان کو اور ان کے علماء کو یاد نہ ہونا۔

۴۰) مثل ہنود و شیعہ کے خاص پابندیوں کے ساتھ رسومِ سوّم، ہفتَم، (جمعراتیں) چہلم، برسی کرنا، اسی طرح دیگر تقریباتِ عقیقہ وغیرہ پر رسوم ناجائز کرنا۔ شادی میں ناچ و رگ و رنگ کرنا، اور اس میں بالعموم سودی وغیرہ روپیہ

لگا کر اسراف کرنا۔

تنبیہ : یہ چالیس مشہور علامات بیان کر دی گئی ہیں۔ باقی اور سینکڑوں علامات متعلقہ عبادات و معاملات، معاشرت و غیرہ چار بے پاس محفوظ ہیں۔ بوقتِ ضرورت ان کو بھی ان شاء اللہ العزیز شائع کیا جائے گا۔ واللہ یہ جہدی السبیل۔

ضمیمہ

مولوی احمد رضا خان صاحب کے چند علمی جواہر پارے تو آپ نے ملاحظہ کر ہی لئے ہیں۔ اب ان کی قربتان تراشیوں کے چند نمونے بھی دیکھ لیجئے۔ انہوں نے حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید مظلومؒ کے وتر چند ایسے عقائد لگائے ہیں جن کا مظلومؒ کو کبھی تصور بھی نہیں ہوا ہوگا۔ خان صاحب نے جو گندے عقیدے شاہ شہید مظلومؒ وغیرہ کی طرف منسوب کئے ہیں، ان میں سے بعض یہ ہیں :

ایسے کو خدا کہتا ہے جسے مکان، زمان، جہت، ماہیت، ترکیب عقلی سے پاک کہنا، بدعتِ حقیقہ کے قبیل سے ہے اور صریح کفروں کے ساتھ گننے کے قابل ہے۔ اس کا سچا ہونا کچھ ضرور نہیں، جھوٹا بھی ہو سکتا ہے، ایسے کو کہ جس کی بات پر اعتبار نہیں، نہ اس کی کتاب قابلِ استناد، نہ اس کا دین لائقِ اعتماد، ایسے کو کہ جس میں ہر عیب نقص کی گنجائش ہے، جو اپنی مشیخت (بڑائی اور پیری) بنی رکھنے کو قصدِ اعلیٰ بننے سے بچتا ہے۔ چاہے تو ہر گندگی میں آلودہ ہو جائے۔ ایسے کو جس کا علم حاصل کئے سے حاصل ہوتا ہے۔ اس کا علم اس کے

اختیار میں ہے چاہے تو جاہل رہے۔ ایسے کو جس کا بہکنا، بھولنا، سونا، اڑکھنا، غافل رہنا، ظالم ہونا، حتیٰ کہ مرجانا سب کچھ ممکن ہے۔ کھانا، پینا، پیشاب کرنا، پاخانہ پھڑنا، ناچنا، تھرکنا، نہٹ کی طرح کلا کھیلنا، عورتوں سے جماع کرنا، لواطت جیسی خبیث بیبیانی کامرنگ ہونا حتیٰ کہ محنت کی طرح خود مفعول بننا، کوئی خیانت کوئی قصصیت (رسوائی) اس کی شان کے خلاف نہیں۔ وہ کھانے کا منہ اور بھرنے کا پیٹ اور مردی اور زنی کی علامتیں بالفعل رکھتا ہے۔ صمد نہیں، جو خدا رکھکل (کھوکھلا) ہے۔ بیوح قدوس نہیں، خلّی شکل ہے یا کم سے کم اپنے آپ کو ایسا بنا سکتا ہے۔ اور یہی نہیں بلکہ اپنے آپ کو جلا بھی سکتا ہے ڈبو بھی سکتا ہے۔ زیر کھا کر یا اپنا گلا گھونٹ کر، بندوق مار کر خودکشی بھی کر سکتا ہے۔ اس کے ماں باپ جو رو (بیوی) بیٹا سب ممکن ہیں بلکہ ماں باپ ہی سے پیدا ہوا ہے۔ ربڑ کی طرح پھیلتا سکتا ہے۔ برہما کی طرح چومکھا ہے۔ ایسے کو جس کا کلام فنا ہو سکتا ہے جو بندوں کے خوف کے باعث جھوٹ سے بچتا ہے کہ کہیں مجھے جھوٹا نہ سمجھ لیں۔ بندوں سے چڑا چھپا کر پیٹ بھر کر ٹھوٹا کر سکتا ہے (الطایا النبوی فی الفتاویٰ الرضویہ جلد ۱ ص ۱۷۷ طبع لاہور)۔ اس فتاویٰ کے حاشیہ پر خان صاحب نے ان ناپاک عقائد میں سے اکثر کو شاہ شہید مظہرؒ کے سر تنہو پایہ اور بکھر محض زور قلم اور جوشِ عداوت سے بزرگم خود ان کی کتابوں سے کشید کرنے کی نامبارک سعی کی ہے اور ایک اور مقام پر شاہ شہید مظہرؒ کی عبارت پر گرفت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

اس میں صاف تصریح ہے کہ جو کچھ آدمی اپنے لئے کر سکتا ہے وہ سب خدائے پاک

کی ذات پر بھی رد ہے جس میں کھانا، پینا، سونا، پاخانہ پھرنا، پیشاب کرنا، جلنا، ڈوبنا
مرا سب کچھ داخل الخ (کو کتبہ شہابیہ ص ۱۵)

اور پھر آگے لکھا ہے کہ :

اسی قول میں صاف بتایا کہ جن چیزوں کی نفی سے اللہ تعالیٰ کی طرح کی جاتی
ہے، وہ سب باتیں اللہ عزوجل کے لئے ہو سکتی ہیں ورنہ تعریف نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ
کے لئے سونا، اونگھنا، بہکنا، بھولنا، جو رو، بیٹھا، بندوں سے ڈرنا، کسی کو اپنی
بادشاہی کا شریک کر لینا، ذلت و خواری کے باعث دوسرے کو اپنا بازو بنانا
وغیرہ سب کچھ روا ٹھہرا (ص ۱۶ و ص ۱۷)۔

یقین جانیے کہ ان نجس اور مردود عقائد میں سے ایک عقیدہ بھی نہ تو
شاہ شہید مظلوم کا ہے اور نہ ان کے متوسلین میں سے کسی کا ہے (العیاذ باللہ تعالیٰ)
ثم العیاذ باللہ تعالیٰ) از خود کسی بددیانت کا انہی کسی عبارت اور کتاب سے بزور کسی
عقیدہ کا کشید کرنا صرف اس کی اپنی ذات تک محدود ہے اور بس، ان مظلوموں کا اس
میں کوئی قصور نہیں، یہ خان صاحب کا خالص افتراء، صریح بہتان اور سفید
جھوٹ ہے۔ ان عبارات میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی شانِ رفیع کے بارے
میں ہے۔ اب چند اور حوالے بھی ملاحظہ کر لیں۔ جو امام الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی کے بارے میں ہیں۔ صراطِ مستقیم کی ایک عبارت
پر گرفت کرتے ہوئے خاں صاحب لکھتے ہیں :

مسلمانو! مسلمانو! خدا را ان ناپاک ملعونی، شیطانی کلموں کو غور کرو الخ
(کو کتبہ شہابیہ ص ۳)۔ پھر آگے لکھا ہے :

مسلمانوں اللہ انصاف! کیا ایسا کلمہ کسی اسلامی زبان و قلم سے نکلنے کا ہے؟
حاشا للہ! پادریوں پندتوں وغیرہم کھلے کافروں، مشرکوں کی کتابیں دیکھو، جو
انہوں نے بزعم خود اسلام جیسے روشن چاند پر خاک ڈالنے کو لکھی ہیں شاید ان میں
بھی اس کی نظیر نہ پاؤ گے کہ ایسے کھلے ناپاک لفظ تمہارے پیارے نبی تمہارے رسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت لکھے ہوں کہ انہیں مواخذہ دنیا کا اندیشہ ہے مگر
اس مدعی اسلام بلکہ مدعی اہمیت کا کلیجہ چیر کر دیکھئے کہ اس نے کس جگہ سے محمدؐ،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بے دھڑلک یہ صریح سب و دشنام کے لفظ لکھ
دیئے اور روز آخر اللہ عزیز غالب قہار کے غضب عظیم و عذاب الیم کا اصلہ اندیشہ نہ
کیا مسلمانو! کیا ان گالیوں کی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع نہ ہوئی، یا
مطلع ہو کر ان سے انہیں ایذا پہنچی۔ ہاں ہاں واللہ واللہ انہیں اطلاع ہوئی
واللہ واللہ انہیں ایذا پہنچی واللہ واللہ جو انہیں ایذا ہے اس پر دنیا و آخرت میں
اللہ جبار و قہار کی لغت اس کیلئے سختی کا عذاب شدت کی عقوبت الخ (کو کتبہ شہابیہ ص ۳۱، ۳۲)
اور اسی کتاب ص ۳۲ میں لکھتے ہیں :

اور انصاف کیجئے تو اس کھلی گستاخی میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں الخ
یہ بات تو اپنی جگہ پر ہے کہ کیا شاہ شہید مظلوم نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

(معاذ اللہ تعالیٰ ثم معاذ اللہ تعالیٰ) گالیاں دی ہیں یا نہیں؟ لیکن خان صاحب کے نزدیک تو انہوں نے ضرور (معاذ اللہ تعالیٰ) صریح سب و دشنام کے لفظ لکھے کہ پنڈتوں اور پادریوں نے بھی ایسے نہ لکھے اور یہ الفاظ ایسے صریح ہیں کہ ان میں کسی تاویل کی گنجائش بھی نہیں ہے اور ان سے واللہ واللہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اطلاع بھی ہوئی اور ایذا بھی پہنچی (معاذ اللہ تعالیٰ)۔

اور یہی خان صاحب لکھتے ہیں کہ :

”جو شخص مسلمان ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دشنام دے یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا حضور کو کسی طرح کا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضور کی شان گھٹائے وہ یقیناً کافر اور خدا کا منکر ہو گیا، اس کی جو رو اس کے نکاح سے نکل گئی (حسام الحرمین ص ۲)۔ اور پھر آگے لکھتے ہیں کہ :

اصل بات یہ ہے کہ اصطلاح ائمہ میں اہل قبلہ وہ ہے کہ تمام ضروریات دین پر ایمان لکھتا ہو۔ ان میں سے ایک بات کا بھی منکر ہو تو قطعاً یقیناً اجماعاً کافر مرتد ہے ایسا کہ جو اسے کافر نہ کہے خود کافر ہے۔ شفا شریف و برزازیہ و در و غر و فتاویٰ خیر و غیرہ میں ہے تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان پاک میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو اس کے معذب یا کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے (حسام الحرمین ص ۲۸۵)۔ اور پھر آگے لکھتے ہیں کہ :

ایک ملعون کلام مکنذیبِ خدا یا تنقیصِ شانِ سید انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

میں صاف صریح ناقابل تاویل و توجیہ ہوا اور پھر بھی حکم کفر نہ ہو، اب تو اسے کفر نہ کہنا کفر کو اسلام ماننا ہو گا اور جو کفر کو اسلام مانے خود کافر ہے (حسام الحرمین ص ۳۵) اس سے بصر اُحت یہ ثابت ہوا کہ بقول خان صاحب شاہ محمد المصطفیٰ شہید مظلومؒ نے خدا تعالیٰ اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صریح الفاظ میں اور کھلے طور پر تو یہی کی ہے اور سب دشنام کے الفاظ کہے ہیں (العیاذ باللہ تعالیٰ)۔ اور اسی گستاخی کی ہے کہ اس میں کسی تاویل کی جگہ بھی نہیں ہے تو اس لحاظ سے شاہ شہید مظلومؒ کے کفر میں کوئی شک نہیں ہو سکتا کیونکہ ان بالا عقیدوں میں سے ایک عقیدہ بھی ان کے قطعی کافر یا مرتد ہونے کیلئے کافی ہے چہ جائیکہ یہ سب یا ان میں سے بیشتر ان میں جمع ہو جائیں۔ پھر بھلا ان کے کفر میں کیا شبہ ہو سکتا ہے؟ اگر ان کو کافر نہ کہا جائے تو خود انسان کافر ہو جائے گا اور خالص کفر کو اسلام ماننا پڑے گا۔ ہمارے نزدیک تو حضرت شاہ شہید مظلومؒ کے یہ عقیدے تھے اور نہ وہ کافر ہیں۔ وہ پکے مسلمان ولی اللہ اور شہید تھے۔ بات خان صاحب کی ہو رہی ہے، ان کے نزدیک شہید مظلومؒ نے یہ سب کچھ صریح الفاظ میں کہا ہے جس کی کوئی تاویل نہیں ہو سکتی۔ مگر بے حد تعجب اور انتہائی حیرت ہے کہ خان صاحب حضرت شاہ شہید مظلومؒ کو پھر بھی کافر نہیں کہتے۔ چنانچہ وہ خود کہتے ہیں کہ علماے محتاطین انہیں کافر نہ کہیں یہی صواب ہے وھو الجواب وبہ یفتی وعلیہ الفتویٰ وھو المذھب وعلیہ الاعتماد وفیہ السلامة وفیہ السداد۔ یہی جواب ہے اور اسی پر فتویٰ ہوا اور اسی پر

فتویٰ ہے اور یہی ہمارا مذہب اور اسی پر اعتماد اور اسی میں سلامت اور اسی میں
استقامت (سبحان السبوح منہ وحسام الحرمین ص ۱۷۱)۔ اور پھر آگے لکھتے ہیں کہ:

”امام الطائفہ اسماعیل دہلوی کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے (احصاء الحرمین ص ۱۷۱)

اس سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ خان صاحب اپنے فتویٰ کی رُوسے خود —
ڈبل کافر ہیں کیونکہ وہ ایک کھلے کافر کو کافر نہیں کہتے۔ اسی طرح جو بریلوی حضرات
خان صاحب کے کفر اور معذب ہونے میں شک کرتے ہیں، خان صاحب کے فتوے
کی رُوسے وہ بھی کافر ہیں گویا خان صاحب یوں گویا ہیں کہ ع
ہم تو ڈوبے تھے مہم تم کو بھی لے ڈوبیں گے

اللہ تعالیٰ کے ولی اور شہید اور اسی طرح دیگر علماء حق کو برا کہنے کا یہ نتیجہ ہے کہ
خان صاحب اپنے فتویٰ کی رُوسے خود کافر قرار پائے جن کی ساری زندگی لوگوں کی
تکفیر میں صرف ہوئی۔ قدرت کا کرشمہ دیکھئے کہ خود ان کے اپنے قلم سے ان کے حق میں کفر
کافتمی تیار ہوا ع جادو وہ جو سرچرٹھ بولے

اللہ تعالیٰ نفسِ امّارہ کی شرارتوں سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین۔

وَصَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلٰی رَسُوْلِهِ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاصْحَابِهِ وَسَلَّمَ

دَلِيلُ الْمُشْرِكِينَ

مُصَنَّفُ مولانا احمد الدین صاحب بکھڑی

تلمیذ حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب محدث دہلوی

مع اُردو ترجمہ

الضاح المؤمنین

از حضرت صوفی مجدد الجمیہ صاحب سواتی مہتمم مدرسہ نصرۃ العلوم

شرک اور اس کی مختلف قسمیں اور اس کی کثیر الوقوع صورتیں جو عام طور پر انسانی سوچ میں پائی جاتی ہیں، ان پر بڑے اچھے طریق سے بحث کی گئی ہے اور ہر ایک بات کی دلیل قرآنی آیات، احادیث نبویہ، قول و فعل صحابہ کرامؓ، ائمہ مجتہدین کے اقوال اور سلف صالحین کے مسئلہ اصولوں کی روشنی میں کی گئی ہے۔ ایک سو تینتیس سال کے بعد یہ اہم قلمی کتاب پہلی دفعہ مدرسہ نصرۃ العلوم کی طرف سے زیور طباعت سے آراستہ ہو گئی ہے۔ بلا تردید یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کتاب کے پڑھنے سے بہت سے لوگوں کو فائدہ پہنچے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

ادارۃ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

عقائد اہل السنۃ والجماعت

المعروف

عقیدۃ الطحاوی

صحابہ کرامؓ اور سلف صالحین کے متفق علیہ عقائد کا سب سے مستند ترین مجموعہ جس کو پڑھ کر تمام مسلمان اپنے دین و اسلام کو محفوظ کر سکتے ہیں، اصل عربی عبارت نہایت خوشخط ایک کالم میں نہایت آسان سلیس اور ترجمہ ہے جسے خواص و عوام سب پڑھ کر اپنے عقائد کی اصلاح کر سکتے ہیں۔ ابتداریں عقیدہ کی اہمیت اور ضرورت پر، اور امام طحاویؒ کی مختصر سوانح حیات پر ایک ایمان افروز اور مفید ترین مقدمہ بھی ہے۔

البیان الازہر

عقائد کے بیان پر مثل یہ مختصر رسالہ جس کے مصنف حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ ہیں۔ گمراہ نظریات اور گمراہ فرقوں کی کج روی سے اپنے دین ایمان کو بچانے کی ہر دور میں اہمیت رہی ہے اور آج کے کج اندیش اور گمراہیوں سے پُر دور میں اس کی ضرورت سب سے زیادہ ہے۔ ہر خود کلاں اس بزرگ امام کے اس کتابچہ کو پڑھ کر اپنے ایمان و عقیدہ کی اصلاح اور اپنے اہل و عیال کے ایمان و اعتقاد کی حفاظت کر سکتا ہے۔

مکتبہ صفدیہ نزد مدسۃ نصر العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

تَبْرِيدُ النَّوَظِرِ فِي تَحْقِيقِ الْحَاظِرِ وَالنَّاطِرِ

یعنی
آنکھوں کی ٹھنڈک



جس میں شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صمد نے بڑی تحقیق سے قرآن کریم، صحیح احادیث، عقائد صحابہ کرامؓ اور جمہور سلف و خلف اور فقہاء احناف کے صریح فتوے سے یہ امر واضح کیا ہے کہ انبیاء عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہر جگہ حاضر و ناظر (اور عالم الغیب) نہیں ہیں، اور فریق مخالف کے دلائل کے ذمہ ان شکن جوابات بھی درج کئے گئے ہیں۔



مکتبہ صفائیہ نزد مدرسہ نقرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

تَسْكِينُ الصُّدُورِ

فی تحقیق

أَحْوالِ الْمَوْتَى فِي الْبَرْزَخِ وَالْقَبُورِ



اس کتاب میں راحت اور عذابِ قبر اور اعادۂ روح فی القبر پر صد ہا
مٹھوس حوالے پیش کئے گئے ہیں جس میں اہلسنت والجماعت کا حق مسدک
بادلائل اور خوارج و روافض اور معتزلہ کا باطل نظریہ باحوالہ نقل کیا گیا ہے، اور
حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اپنے قبور میں حیات پر مبسوط
بحث کی گئی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات فی القبر اور عند القبر
سماع پر واضح دلائل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ نیز مسئلہ توسل کو خوب اجاگر
کیا گیا ہے۔

.....

مکتبہ صفائیہ نزد مدرسۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

مکتبہ صفدریہ نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ کی مطبوعات

خزائن السنن تقریر ترمذی	احسن الکلام مسئلہ فاتحہ طلب الامام کی مدلل بحث	تسکین الصدور مسئلات اجمعی مدلل بحث	الکلام المفید مسئلہ تقلید مدلل بحث	ازالۃ الريب مسئلہ علم فہم مدلل بحث
راہِ سنت رد بدعات پر لا جواب کتاب	مقام ابی حنیفہ	اسماء مہدی	طا فہ منصورہ نہایت پختہ کردہ کی علامت	ارشاد الشیعہ شیعہ نظریات کا مدلل جواب
آنکھوں کی ٹھنڈک مسئلہ شہرہ ناظر مدلل بحث	عبادات اکابر اکابر علماء کی زندگی و عبادات پر اضرع و فضائل کے جوابات	صرف ایک اسلام	گلدستہ توحید مسئلہ توحید کی وضاحت	دل کا سرور مسئلہ ریح کی مدلل بحث
درود شریف پڑھنے کا شرعی طریقہ	احسان الباری بخاری کی شرح ابتدائی و پختہ	تبلیغ اسلام مجموعیات دین پر مختصر بحث	چراغ کی روشنی سمراتِ حق کے ارد گرد کی روشنی و غیرہ کے اضرع و فضائل کے جوابات	مسئلہ قربانی قربانی کی فضیلت اور ایسا قربانی پر مدلل بحث
سیاست کا پس منظر سیاستوں کے عقائد کا رد	مقالہ ختم نبوت قرآن و سنت کی روشنی میں	بانی دارالعلوم دیوبند سوانح عمری کا مدلل جواب دو جلدوں میں	راہ ہدایت کرامات و عجرات کے بارہ میں صحیح عقیدہ کی وضاحت	یہ نتائج غیر متقلد عالم مولانا تاج الدین کے رسالہ ترقی الدین کا اردو ترجمہ
آئینہ محمدی سیرت پر مختصر رسالہ	تفریق الخواطر بجواب جوہر الخواطر	انعام البرحان رد توضیح البیان	توضیح المرام فی نزول صحیح علیہ السلام	تقید متین پر تفسیر فہم الدین
ثبوت جہاد	الکلام الحادی سادات کے لئے زکوٰۃ و غیرہ لینے کی مدلل بحث	ملا علی قاری اور مسئلہ فہم شہرہ ناظر	الشہاب المسبین بجواب الشہاب الثاقب	عمدۃ الاثلاث تین طلاقیں کا مسئلہ
ثبوت حدیث حدیث کے مدلل بحث	انکار حدیث سے مکمل حدیث کا رد	مہودودی صاحب کا غلاف فتویٰ	چالیس دعائیں ذکر آیت کریمہ کا ہے	باب جنت بجواب راہ جنت
حکم الذکر بالجہر	اظہار العیب راہِ نبیات علم فہم	اطیب الکلام فہم احسن الکلام	چہل مسئلہ حضرات بریلویہ	مرزائی کا جنازہ اور مسلمان
عمر اکادمی کی مطبوعات	خزائن السنن مقدمہ کتاب السنن	بخاری شریف یہ مسئلہ دین کی تحریک	حمیدیہ مدعوہ کی کتاب شیعہ کا اردو ترجمہ	جنت کے نظارے حاصل علیہ السلام کی کتاب مدعی کا اردو ترجمہ
تین طلاقیں کے مسئلہ پر مقالہ کا جواب مقالہ	علا مد کوثری کی تانیب الخطیب کا اردو ترجمہ امام ابو حنیفہ کا عادلانہ دفاع			